اعتکاف......اور......مسئلہ فناءِ مسجد

(مفتی محمد رفیق الحسنی: رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی)

اعتکاف کے دوران فناءِ مسجد میں چلے جانے اور بلاضرورت وہاں ٹھہرنے سے اعتکاف فاسد ہوگا یا نہیں۔ اس مسئلہ پر بعض حلقوں کی جانب سے ایک فتویٰ جاری ہوا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری کے اندر بلاضرورت جانے، بیٹھنے اور سونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ یہ سب فناءِ مسجد ہیں، اور فناءِ مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب نے اس پر تحقیق کی ہے اور ان کی تحقیق ہم اس امید کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ اہل علم اس میں اگر کوئی متبادل علمی و تحقیقی مؤقف رکھتے ہوں تو وہ پیش کریں تاکہ مسئلہ مزید نکھر کر سامنے آسکے۔ اور فناءِ مسجد کا مسئلہ حل ہو کر قابل عمل بن سکے۔ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کا کہنا ہے کہ متبادل مؤقف مدلل اور درست ہونے کی صورت میں ان کو اپنے مؤقف سے رجوع کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا۔ (مجلس ادارت)

تمہید

- بعض حضرات نے فقہی جزئیات کہ مسجد کی دیوار پر بلاضرورت شرعی بیٹھنے اور مینار پر چڑھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا سے استدلال کر کے فتوی جاری کردیا تھا کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری کے اندر وضو خانہ اور غسل خانہ اور استنجا خانہ فناء مسجد میں داخل ہیں۔ فناء مسجد کے وسیع علاقہ میں بلاضرورت جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ اس فتوی پر عمل کرنے والے معتکفین کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے اور ہاتھ دھونے کیلئے وضو خانہ جا کر جتنی دیر بیٹھیں اس کو وہ جائز سمجھنے لگے۔ غسل خانوں میں جب چاہیں مسنون اور ٹھنڈک کیلئے غسل کرنے چلے جاتے ہیں اور روزہ افطار کرنے اور تراویح کے بعد مسجد سے باہر مسجدوں کے لان میں گھنٹوں گپ شپ اور سگریٹ اور حقہ نوشی

سے تلذذ حاصل کرتے ہیں۔مسجد کی چار دیواری کے اندر مع اہل وعیال اقامت پذیر مؤذن اور امام تراویح کے بعد اپنے بچوں کیساتھ رات گزار کر صبح مسجد میں واپس آکر بھی اعتکاف فاسد نہیں سمجھتے۔سوال کرنے پر جواب ملتا ہے فلاں مفتی صاحب نے فتوی دیا ہے کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری کے اندر بلا ضرورت جانے، بیٹھنے،اور سونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ یہ سب فناء مسجد ہیں،اور فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ہم نے کہا کہ اگر مفتی صاحب کا فتوی صحیح اور صواب ہو تو لازم آئے گا کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری تک مطلق فناء مسجد میں غسل خانوں اور امام اور مؤذن کے مکانوں میں بلا ضرورت جانے،سونے اور بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے دور سے آج تک کسی فقیہہ اور عالم کا یہ قول اور عمل ثابت نہیں کہ مسجد سے خارج غسل خانوں استنجاء خانوں اور وضو خانوں اور امام اور مؤذن کے مکانوں میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔

جب ہم نے دیکھا اس فتوی سے اعتکاف ایک مذاق بن گیا ہے تو اعتکاف کے مسائل کے آخر میں اصحاب فتوی کے استدلالات کے ابطال میں قدرے تفصیلی بحث کی ہے۔جس سے مضمون طویل ہو گیا۔قارئین علماء کرام سے گزارش ہے کہ ہماری تحریر غور سے پڑھ کر اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔اگر ہم غلطی پر ہیں تو ہمیں اطلاع بخشیں۔اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے۔

ہماری بحث کے چند نکات درج ذیل ہیں:۔

☆ وضو کی حاجت کے بغیر مسجد سے خارج وضو خانہ پر ہاتھ دھونے کیلئے جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے لہٰذا معتکفین کو ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کیلئے ہر وضو خانہ پر جانا جائز نہیں بلکہ کسی برتن میں ہاتھ دھو کر پانی مسجد کی دیوار سے خارج گرا دینا چاہیئے یا مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر ہاتھ دھو لینے چاہیئے۔

☆ غسل جنابت کے علاوہ مسجد سے خارج غسل خانوں میں غسل کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے لہذا مسنون یا گرمی کی وجہ سے غسل مسجد کے اندر کسی بڑے ٹب یا برتن میں کر کے پانی باہر پھینکنا چاہیئے۔

☆ مسجد سے خارج مسجد کے ارد گرد لانوں اور مکانوں میں سگریٹ نوشی، پان خوری اور بیڑی وغیرہ استعمال کرنے کی غرض سے خروج،اعتکاف کیلئے مفسد ہوگا۔البتہ مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر مذکورہ

☆☆☆☆توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

اشیاء استعمال کرنے پر اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ مسجد کے مینار کے خارجی دروازہ سے آذان کی غرض کے بغیر چڑھنے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔

☆ شرعی مسجد کی دیوار اور مینار فناء مسجد ہیں اور اس کا حکم مسجد والا ہے، لیکن ہر فناء مسجد کا حکم دیوار اور مینار والا نہیں ہے کیونکہ ہر مینار اور دیوار فناء مسجد ہیں لیکن ہر فناء مسجد دیوار اور مینار نہیں ہے۔ لہذا خاص کا حکم عام پر نہیں لگایا جاسکتا۔

☆ موصوف مفتی صاحب کے نزدیک جب فناء مسجد میں خرید وفروخت اور امام اور مؤذن کا اپنے حجرہ میں عوض مالی پر تعویذ دینا مسجد کے احترام کے منافی ہے اور ناجائز ہے، تو فناء مسجد میں سگریٹ نوشی، حقہ اور بیڑی استعمال کرنا مسجد کے احترام کے منافی کیوں نہیں؟۔

☆ یہ فہم عجب ہے کہ فقہاء کے قول ''فناء مسجد کا حکم مسجد جیسا ہے'' سے یہ سمجھ لیا جائے کہ معتکف کو فناء مسجد میں سگریٹ نوشی اور حقہ استعمال کرنا جائز اور مسجد کی حرمت کے خلاف نہیں۔ لہذا فناء مسجد کا مسجد کی طرح احترام کرنے والوں کو فناء مسجد میں حقہ، سگریٹ نہیں استعمال کرنا چاہیئے۔

☆ اگر غسل خانوں، استنجاء خانوں اور امام اور مؤذن کے کمروں کی چھت کو مسجد بنا دیا جائے تو یہ جائز ہے، لیکن چھت کے نیچے بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ اگر قبرستان کے اوپر بلندی پر آر، سی، سی چھت ڈال کر مسجد بنادی جائے تو یہ بھی جائز ہے لیکن مسجد کے نیچے قبرستان میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ اگر مسجد پر موقوفہ دوکانوں اور مکانوں کی چھت پر مسجد بنادی جائے تو یہ جائز ہے لیکن نیچے دوکانوں اور مکانوں میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ اصل مسجد کے صحن کے ساتھ دیوار اور مینار کی طرح متصل وضوخانہ، اور حوض کی کرسیوں (جن پر بیٹھ کر وضو کیا جاتا ہے) پر بیٹھ کر سگریٹ اور حقہ نوشی سے اور بلاضرورت بیٹھنے اور ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کیلئے بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ ان کا حکم مینار اور دیوار والا ہے۔

☆ اصل مسجد کے صحن سے فاصلہ پر بنائے گئے وضوخانہ کی کرسیوں پر بلاضرورت بیٹھنے، ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ مسجد سے خارج جنازہ گاہ میں جاکر نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے سے اعتکاف فاسد ہو

جائیگا اور مسجد کے اندر کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ حدود مسجد کے اندر قائم مدرسہ اور مکتب میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور مسجد سے خارج مدرسہ (جس میں جوتوں کے ساتھ چلنے کا رواج ہو) میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ مسجد کیلئے زمین یا عمارت وقف کرنے سے پہلے واقف کو مسجد کی چھت پر یا اس کی حدود میں امام اور مؤذن کیلئے کمرے بنانا جائز ہیں۔

☆ مسجد کی مسجدیت کے تام ہونے کے بعد مسجد کے واقف اور متولی کو انفرادی طور پر مسجد کی چھت پر یا مسجد کی حدود میں امام اور مؤذن کیلئے یا انتظامی امور کیلئے عارضی کمرے بنانا بھی جائز نہیں ہے، لیکن اہل محلّہ کو یا ان کے مشورہ سے عارضی کمرے بنانا جائز ہیں۔

☆ اصل مسجد کی حدود میں اور مسجد کی چھت پر امام اور مؤذن کیلئے فیملی مکان بنانا جائز نہیں، لیکن فناء مسجد میں مسجد کیلئے موقوفہ زمین میں فیملی مکان بنانا جائز ہے، یہ فناء مسجد کی حرمت کے خلاف نہیں۔ مگر دائمی اور مستقل مکان جن کو آئندہ مسجد کی توسیع کی ضرورت کیلئے بھی نہ توڑا جائے بنانا جائز نہیں۔

☆ فناء مسجد کی موقوفہ زمین میں اہل محلّہ کو مسجد کے مصالح کیلئے دوکانیں، مکان، باتھ روم، وضوخانے اور جنازہ گاہ بنانے کی اجازت ہے، اور دوکانیں، وضوخانہ اور باتھ رومز مسجد اور فناء مسجد کی حرمت کے منافی نہیں۔

☆ اہل محلّہ کا پرانی مسجد شہید کرنا اور اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنا جائز ہے۔ اور اہل محلّہ اس کے تہہ خانہ میں مسجد پر موقوفہ دوکانیں بھی بنا سکتے ہیں۔

☆ مشترکہ بلند اور بالا فلیٹوں اور پلازوں میں تعمیر شدہ مساجد، شرعی مساجد ہیں۔ ان میں نماز ادا کرنے کا شرعی مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ہوگا اور ان میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز ہے۔

☆ ہسپتالوں، ہوٹلوں اور دفاتر کے فلیٹوں کے اندر قائم مساجد شرعی مساجد نہیں ہونگی کیونکہ جس عمارت کی مسجد میں کسی شخص یا اشخاص کے حقوق کا مسجد کیساتھ اس طرح تعلق قائم رہے کہ اسے مسجد میں نماز ادا کرنے سے روکنے کا حق باقی ہو تو وہ مسجد شرعی مسجد نہیں ہوتی۔ اکثر ہسپتالوں، ہوٹلوں اور دفاتر کے فلیٹوں میں ایسے ہوتا ہے، لیکن مشترکہ بلند فلیٹوں اور پلازوں میں ایسا نہیں

ہوتا۔(ملخص از فتاوی رضویہ)

☆ سرکاری اور ریاست کی زمین پر مجاز اتھارٹی کی اجازت کے بغیر بنائی گئی مساجد شرعی مساجد نہیں ہیں۔ایسی مساجد میں نماز پڑھنے کا ثواب شرعی مساجد میں نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ہوگا اور ایسی مساجد میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز نہیں ہوگا۔مثلاً کراچی میں لینڈ مافیا کے لوگ سرکاری زمین پر قبضہ کرنے کیلئے مسجد کو آڑ بنالیتے ہیں۔سرکاری زمین پر کے۔ڈی۔اے(K.D.A) کی اجازت کے بغیر مسجد بنادی جاتی ہے پھر اس کے اردگرد پلاٹ بنا کر فروخت کردئے جاتے ہیں۔رشوت دے کر بجلی،پانی اور گیس کے کنیکشن (connection) لے لئے جاتے ہیں،ایسی مساجد کیلئے جب تک کے۔ڈی۔اے(K.D.A) کی طرف سے الاٹمنٹ کیلئے مجاز افسر کی اجازت نہیں ہوگی اُس وقت تک مغصوبہ زمین میں تیار کی گئی،مسجد ہوگی لیکن اس میں نماز ور اعتکاف مکروہ ہونگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: ا۔واجب ۲۔سنت موکدہ ۳۔نفلی

اعتکاف کی تین قسموں سے نفلی اعتکاف مسجد سے خارج ہونے سے فاسد نہیں ہوتا بلکہ مکمل ہوجاتا ہے اور نذر کی وجہ سے واجب ہونے والا اعتکاف اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں سنت مؤکدہ اعتکاف،بغیر حاجت شرعیہ (جمعہ اور آذان) اور بغیر ضرورت طبعیہ(وضو اور غسل، واجب اور قضائے حاجت)مسجد کی حدود سے خارج ہونے سے فاسد ہو جاتا ہے،خواہ معتکف کا بغیر حاجت خروج مسجد سے متصل فناء مسجد خالی پلاٹ میں ہو یا مسجد سے خارج بنائے گئے امام اور مؤذن کے کمرہ میں ہو یا خروج وضو خانے اور غسل خانے وغیرہ جانے کیلئے ہو،صابن سے ہاتھ دھونے کی غرض سے خروج ہو یا سگریٹ اور حقہ پینے کی غرض سے خروج ہو،ہر صورت میں بغیر حاجت مسجد سے خروج اعتکاف کیلئے مفسد ہوگا۔بعض حضرات کا کہنا کہ بغیر ضرورت بھی فناء مسجد،وضو خانہ،غسل خانہ اور امام اور مؤذن کے خارجی کمروں میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا،صحیح نہیں ہے۔

☆ اس مسئلہ کی تفصیل جاننے کے لیے مسجد،فناء مسجد اور اعتکاف کی تعریفیں جاننا ضروری ہیں یہ کہ شرعاً مسجد کس چیز کو کہا جاتا ہے،فناء مسجد کس چیز کا نام ہے اور اعتکاف کسے کہتے ہیں؟۔

☆ قال الامام الشافعی رحمه الله تعالى : امن الناس علىّ فی الفقه محمد بن حسن ☆

مسجد کی تعریف:۔

☆ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

المسجد لغة محل السجود و شرعا المحل الموقوف للصلوة فيه۔(۱۸۲/۲)

ترجمہ: لغت میں مسجد سجدے کی جگہ اور محل کو کہا جاتا ہے، اور شرعاً مسجد اس جگہ اور اس محل کو کہا جاتا ہے جس کو اس لئے وقف کیا گیا ہو کہ اس میں نماز پڑھی جائے۔

☆ فتاوی رضویہ میں ہے کہ ''مسجد کیلئے چھت، منارہ، دیواریں کوئی چیز لازم نہیں اس میں تو منبر، محراب موجود ہے یہ بھی نہ ہوتا تو بھی مسجدیت میں خلل نہیں مسجد صرف اس زمین کا نام ہے جو نماز کیلئے وقف ہو یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی نری خالی زمین مسجد کو دے مسجد ہو جائے گی الخ''۔(جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مکتبہ رضویہ)۔

☆ مسجد اس بقعہ (زمین کے اس حصہ) کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص کیا گیا ہو۔(جلد ۸ صفحہ ۶۰)

چونکہ ہر چیز کی پہچان اس کی تعریف سے ہوتی ہے اس لئے مسجد کی تعریف کی روشنی میں مسجد کی حدود کا تعین قطعہ زمین کے اس احاطہ تک ہوگی جس قطعہ زمین کو خالص نماز کے ادا کرنے کیلئے وقف کیا گیا ہے اس کا ماوراء مسجد نہیں ہوگا۔ چونکہ مسجد کی حدود کی تعیین کیلئے احاطہ کے اردگرد دیواریں اور مسجد کے اندر ستون نماز کیلئے وقف شدہ زمین میں ہوتے ہیں اس لئے مسجد کی حدود متعین کرنے والی دیواریں اور ستون مسجد کے حکم میں ہونگے اگرچہ ستون اور دیواروں پر نماز پڑھنا ممکن نہیں ہوتا۔

بحرالرائق میں ہے:

و يكره مسح الرجل من الطين والردغة باسطوانه مسجد او بحائط من حيطان المسجد لان حكمه حكم المسجد۔(۳۵/۲)

ترجمہ: کیچڑ اور گارے سے آلودہ پیر مسجد کے ستون یا اس کی دیواروں میں سے کسی دیوار سے صاف کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان کا حکم مسجد والا ہوتا ہے۔

فناء مسجد کی تعریف:۔

شامی میں ہے:

و فی الخزائن فناء المسجد هو ما اتصل به و ليس بينه و بينه طريق۔ (۱/۳۳۷ مکتبہ ماجدیہ)

ترجمہ: اور خزائن میں ہے کہ فناء مسجد وہ عمارت یا زمین ہے جو مسجد اور نماز ادا کرنے کیلئے وقف شدہ زمین کیساتھ متصل ہو اور اس کے اور مسجد کے درمیان لوگوں کے گزرنے کا راستہ نہ ہو۔

☆ غنیۃ میں ہے:

فناء المسجد هو المكان المتصل به ليس بينه و بينه طريق۔

(فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۴۲۱ مکتبہ رضویہ)

ترجمہ: فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد سے متصل ہو مسجد اور اس مکان کے درمیان لوگوں کی گزرگاہ اور راستہ نہ ہو۔

☆ مسجد اور فناء مسجد کی تعریفوں سے چند امور معلوم ہوئے:۔

1- فناء مسجد اور مسجد دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور ایک دوسرے کا غیر ہیں، اور فناء مسجد، مسجد سے خارج مکان یا جگہ کا نام ہے۔

2- فناء مسجد کیلئے ضروری ہے کہ وہ مسجد سے متصل ہو اور اس کے اور مسجد کے درمیان لوگوں کی عام گزرگاہ نہ ہو۔

3- فناء مسجد کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ جگہ یا عمارت مسجد کی ضروریات اور مصالح کیلئے وقف ہو بلکہ تدریس اور تعلیم کیلئے وقف شدہ زمین اور ذاتی مکان جو کہ مسجد سے متصل ہے وہ بھی فناء مسجد میں داخل ہوگا۔

4- فناء مسجد کیلئے کورڈ ایریا اور طول وعرض کی مقدار کا کوئی تعین نہیں، فناء مسجد ہزاروں میٹر پر مشتمل

بھی ہوسکتی ہے۔

5- فناء مسجد کیلئے ضروری نہیں کہ مسجد اور نماز ادا کرنے کیلئے وقف شدہ زمین کی حدود سے خارج واقع ہو بلکہ فناء مسجد اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ اس کے اردگرد چاروں طرف مسجد ہو اور فناء مسجد درمیان میں واقع ہو جس طرح لاہور کی بادشاہی مسجد کا حوض اور تالاب یا بعض مساجد کی حدود کے احاطہ میں بنائے گئے وضو خانے اور غسل خانے وغیرہ، یہ فناہائے مسجد بھی مسجد کا غیر اور مسجد کے حکم سے خارج ہونگی ورنہ مسجد میں وضو اور غسل کرنا لازم آئے گا، یا مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کرنا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

6- نماز ادا کرنے کیلئے وقف شدہ زمین کے احاطہ میں اگر تدریس کیلئے کمرے بنا دیئے جائیں یا مسجد کا سامان رکھنے کیلئے ایک جگہ مخصوص کر دی جائے یا امام اور مؤذن کا عارضی کمرہ بنا دیا جائے یا بارش اور صفائی کے پانی کے اخراج کیلئے نالی بنا دی جائے یہ سب امور مسجد کے احاطہ میں بنانا جائز ہیں اور یہ بھی مسجد کا حصہ اور جزو ہیں ان کو فناء مسجد کہنا صحیح نہیں ہوگا، مگر مجازاً کیونکہ مسجد کا جزو اور حصہ مسجد کا غیر اور اُس سے خارج نہیں ہوسکتا اگر چہ اس میں کمرے بنا دیئے جائیں۔ جس طرح مسجد الرسول ﷺ میں اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی رہائش کیلئے مخصوص جگہ اور حرمین طیبین کی عظیم مساجد کی حدود میں تعلیم و تدریس اور آئمہ اور اسٹاف اور سامان رکھنے کے کمرے اور پانی کے اخراج کیلئے راستے اور آب زم زم کا کنواں یا حوض اور اسکا اردگرد یہ سب مسجد کا حصہ اور جزو ہیں، مسجد کا غیر اور اُس سے خارج نہیں ہیں، کیونکہ زم زم کے کنویں کے علاوہ ساری چیزیں مسجد کی ضرورت کیلئے عارضی طور پر بنائی گئی ہیں مستقل اور دائمی نہیں ہیں۔

7- اگر نماز کیلئے وقف شدہ زمین (جس کو شرعاً مسجد کہا جاتا ہے) سے خارج لیکن اس کیساتھ متصل مدرسہ یا کوئی مزار یا خانقاہ یا قبرستان یا دوکان یا ذاتی مکانات موجود ہوں تو وہ فناء مسجد میں داخل ہونگے۔

چنانچہ علامہ شامی نے فناء مسجد کی تعریف نقل کرنے کے بعد فرمایا:

قلت یظهر من هذا ان مدرسة الكلاسة والكلامية من فناء المسجد الاموی فی دمشق لان بابهما فی حائطه و

☆امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

کذالمشاھدالثلاثة التی فیہ بالاولیٰ وکذا ساحةالبرید و الحوانیت التی فیھا۔ (۱/۷۳۳ردالمختارمکتبہ ماجدیہ)

ترجمہ: میں کہتا ہوں فناء مسجد کی تعریف سے ظاہر ہے کہ مدرسہ کلاسہ اور کلامیہ دمشق کی مسجد اموی کی فناء میں داخل ہیں کیونکہ ان دونوں مدرسوں کے دروازے مسجد کی دیوار میں ہیں اور اسی طرح تین مزارات اور خانقاہیں جو اس کے اندر ہیں بطریق اولی فناء مسجد میں داخل ہیں اور اسی طرح برید (ڈاکخانہ) کا صحن اور اسکے صحن میں بنائی گئی دوکانیں فناء مسجد میں داخل ہیں۔

☆ علامہ شامی کی نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا مسجد اموی سے خارج دو ۲ مدرسے کلاسہ اور کلامیہ، گنبد والی تین ۳ مزارات، برید کا صحن اور صحن میں دوکانیں سب فناء مسجد میں داخل ہیں اس سے ثابت ہوا کہ فناء مسجد کی حدود کا تعین ہر مسجد کیساتھ متصل جگہ کے درمیان لوگوں کیلئے عام گزرگاہ اور راستہ پر ہے، راستہ سے ماوراء جگہ فناء مسجد میں داخل نہیں ہوگی اور راستہ کے اندر مسجد سے متصل ساری جگہ فناء مسجد میں داخل ہوگی۔

☆ اور یہ بھی معلوم ہوا فناء مسجد کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسجد کی ضروریات اور مصالح کیلئے مختص جگہ کا نام ہو، کیونکہ مسجد اموی سے متصل مزارات اور مدرسے اور دوکانیں مسجد کی ضروریات کیلئے نہیں ہیں۔

☆ مسجد اموی میں مزارات مسجد کے اندر ہیں اور مزارات کے اردگرد نماز پڑھنے کی جگہ موجود ہے، جس طرح مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں گنبد خضراء کے اردگرد مسجد ہے تو یہ مزارات اس فناء مسجد کی مثال ہوگی جس کیلئے میں نے ذکر کیا تھا کہ فناء مسجد، اصل مسجد کے اندر بھی ہوسکتی ہے اسی طرح لاہور کی بادشاہی مسجد کا تالاب مسجد کا حصہ نہیں لیکن فناء مسجد میں داخل ہے۔ مسجد نبوی میں گنبد خضراء ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے کمرہ کی جگہ بنایا گیا ہے، گنبد خضراء مسجد سے خارج اور مسجد کا غیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعتکاف کی حالت میں رسول اکرم ﷺ اپنا سر مبارک حجرہ کے دروازہ سے حضرت عائشہؓ کے قریب فرماتے تھے اور حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے مبارک بالوں کو کنگھا کیا کرتی تھیں آپ ﷺ حجرہ میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، صرف قضائے حاجت کیلئے کمرہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ آج اس کمرہ اور گنبد خضرا کے چاروں طرف مسجد ہے

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

لہذا آپ ﷺ کی آرام گاہ جس طرح اس وقت فناء مسجد میں داخل تھی آج بھی وہ فناء مسجد میں داخل ہے۔

☆ فناء مسجد داخلی کے دو قسم کئے جاسکتے ہیں:۔

1-داخلی حقیقی:۔ مسجد سے خارج جگہ جس میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو۔

2-داخلی غیر حقیقی:۔ مسجد میں داخل جگہ جس میں جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔

حقیقی:۔ یہ کہ مسجد کے احاطہ کے اندر وقف سے پہلے خود واقف ایک جگہ ایسے امور کیلئے مختص کردے جو مسجد کے اندر کرنا ممنوع ہوں۔ مثلاً وضو اور غسل کیلئے حوض یا وضو خانہ وغیرہ بنوادے۔ جسکی مثال لاہور کی بادشاہی مسجد کا حوض ہے یا بعض دیگر مساجد کے وضو خانے وغیرہ مساجد کے احاطہ کے اندر ہیں اور ان کے ارد گرد نماز ادا کی جاتی ہے۔

تنبیہ:۔

وضو اور غسل کیلئے مسجد کے اندر ایک جگہ کا تعین وقف کرتے وقت اور مسجد کیلئے زمین کی تمیز اور حدود کے تعین کے وقت سے پہلے تو ہوسکتا ہے لیکن مسجد کے تمامیت اور نماز با جماعت شروع ہو جانے کے بعد مسجد کی حدود میں حوض یا وضو خانہ بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ حوض اور وضو خانہ مسجد کا غیر ہیں اور مسجد سے خارج ہیں، اگر مسجد کے تمام ہونے کے بعد مسجد کے احاطہ میں حوض یا وضو خانہ بنایا دیا جائے تو مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کرنا لازم آئیگا اور مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سے خارج کرنا ممنوع ہے۔ مسجد کیلئے زمین یا عمارت وقف کرنے سے پہلے ابتداء سے ہی حوض اور اور وضو خانہ کیلئے مختص جگہ مسجد سے خارج کر دی گئی ہو تو یہ جائز ہے اور وہ مسجد سے خارج رہے گی البتہ مسجد کے احاطہ کے اندر حوض اور مسجد کے درمیان یا وضو خانے اور مسجد کے درمیان فاصل جگہ جس پر وضو اور غسل کیلئے بیٹھنے کی کرسیاں بنی ہوتی ہیں وہ جگہ اور باؤنڈری (Boundry) مسجد کی دیوار کی طرح مسجد کے حکم میں ہوگی باقی ایریا (area) مسجد سے خارج ہوگا یعنی حوض کے اندر کا حصہ اور وضو خانہ وغیرہ کے اندر کا حصہ تو مسجد سے خارج ہوگا اور یہ حقیقی فناء مسجد کہلائے گا۔ اس فناء میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن حوض اور وضو خانے کے کنارے پر بیٹھنے کی جگہ مسجد کے حکم

میں ہوگی اور وہاں بغیر ضرورت بیٹھنے سے یا صابن سے ہاتھ وغیرہ دھونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، لہذا جس طرح مسجد کی دیوار پر بغیر ضرورت بیٹھنے سے اور ہاتھ دھونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اسی طرح یہاں بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، لیکن حوض اور غسل خانے کے اندر بغیر ضرورت جانے اور ٹھہرنے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ البتہ آب زم زم کا حوض مسجد حرام کے مسجد ہوجانے کے بعد ظاہر ہوا اس لئے آب زم زم کا حوض مسجد کا حصہ ہوگا۔

غیر حقیقی:۔

مسجد کے تمام ہونے کے بعد مسجد کے احاطہ میں تدریس اور تعلیم کیلئے عارضی طور پر کوئی کمرہ یا کمرے بنا دیئے جائیں جہاں نماز بھی ہوتی رہے اور تعلیم بھی دی جاتی رہے، جس طرح اکثر مساجد میں اہل محلّہ کے بچوں کیلئے مسجد کے اندر مسجد کے اطراف میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی ہے۔ ہمارے عرف میں ان کو مکتب مدرسہ کا نام بھی دیا جاتا ہے اور سابقہ ادوار میں درس نظامی بھی مساجد کے اطراف میں متعین جگہوں پر پڑھایا جاتا تھا، ایسی جگہوں کو فناء مسجد کہنا مجاز ہوگا حقیقت میں یہ جگہیں مسجد کا حصہ اور جزو ہیں مسجد سے خارج نہیں ہیں اور اس کی مثال مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں اصحاب صفہ کیلئے متعین جگہ سے دی جاسکتی ہے۔ حقیقت میں صفہ بھی مسجد شرعی کا حصہ تھا، لیکن وہ صحابہ کرام جن کے اپنے گھر نہیں تھے اور مسافر اس جگہ قیام رکھتے تھے اور اسی جگہ شب و روز گزارتے تھے۔ ان کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا اسی جگہ پر ہوتا تھا لیکن یہ جگہ مسجد کا حصہ تھی اور ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرتؒ لکھتے ہیں:

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک حضور سید المرسلین ﷺ زمانہ اقدس میں جنوباً شمالاً یعنی دیوار قبلہ سے پائیں (دیوار کے محاذی انتہاء) مسجد تک سو گز طول رکھتی تھی اور اسی طرح شرقاً اور غرباً عرض تھا اور بائیں جانب یعنی جانب شام ایک مسقّف دالان جنوب رویہ تھا جسے صفہ کہتے تھے اور اہل صفہؓ اس میں سکونت رکھتے تھے یہ بھی جزو مسجد تھا۔ (۶۴/۸ جدید)

اسی طرح مسجد کے سامان کیلئے اگر ایک جگہ مخصوص کردی جائے یا مسجد کے احاطہ میں خود بخود پانی کا چشمہ جاری ہوجائے جیسے آب زم زم کا چشمہ جاری ہوا تھا تو وہ مسجد کا جزو ہوگا۔ چونکہ ان جگہوں پر نماز پڑھنا ممکن نہیں رہا اسی لئے ان جگہوں کو مجازاً فناء مسجد کہا جاسکتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ

جگہیں مسجد شرعی کا جزو اور مسجد میں داخل ہیں (ذکر کردہ تفصیل درمختار اور رد المحتار کی درج ذیل عبارت سے ظاہر ہے)۔

چنانچہ درمختار میں ہے:

یکره الوضوء الا فیما اعد لذالک

ترجمہ: مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے، مگر اس جگہ جو وضو کیلئے تیار کی گئی ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قوله "والوضوء" لان ماء ه مستقذر طبعاً فیجب تنزیه المسجد عنه کما یجب تنزیهه عن المخاط والبلغم بدائع۔

ترجمہ: مصنف کے قول "والوضوء" کا مفہوم یہ ہے کہ مسجد میں وضوء کرنا مکروہ تحریمی اس لئے ہے کہ وضو کے پانی سے طبعاً نفرت ہوتی ہے لہذا مسجد کو اس سے پاک رکھنا واجب ہے جس طرح ناک اور گلے کے بلغم سے مسجد کو پاک رکھنا واجب ہے۔

(قوله الافیما اعد لذالک)انظر هل یشترط اعداد ذالک من الواقف ام لا۔

ترجمہ: مصنف کے قول **الافیما اعد لذالک** فکر کریں کیا مسجد کے واقف کیلئے وضو کی جگہ کا وقف کرنا بھی شرط ہے کہ نہیں، یعنی جب مسجد بنوادی تو وضو خانہ بھی اسے بنوانا ضروری ہے یا نہیں یہ قابل غور مسئلہ ہے۔ پھر فرمایا:

و فی حاشیة المدنی عن الفتاوی العفیفیة ولا یظن ان ما حول بیر زم زم یجوز الوضوء والغسل من الجنابة فیه لان حریم زم زم یجری علیه حکم المساجد فیعامل بمعاملتها من تحریم البصاق والمکث من الجنابة فیه و من حصول الاعتکاف فیه و استحباب تقدیم الیمنی بناء علی ان الداخل من مسجد لمسجد یسن له ذالک ا ھ۔(۴۸۹/۱ ردالمختار مکتبہ ماجدیہ)

ترجمہ: فتاوی عفیفیہ سے حاشیہ مدنی میں منقول ہے کہ، ''یہ گمان نہ کیا جائے (کہ

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

دوسرے حوضوں کی طرح) بیر زم زم کی اطراف پر وضو اور جنابت کا غسل کرنا جائز ہے، کیونکہ زم زم کے کنویں کے اردگرد اور اطراف کا حکم مسجد کا حکم ہے ان اطراف کا معاملہ مساجد والا ہوگا، یہ کہ بیر زم زم کے کناروں پر تھوکنا اور جنابت کیساتھ ٹھہرنا حرام ہوگا اور بیر زم زم کے کناروں پر اعتکاف کا حصول جائز ہے، اور دخول کے وقت دایاں قدم مقدم کیا جائے گا اس کی بنیاد یہ ہے کہ مسجد کا داخل حصہ مسجد ہوتا ہے (اگر چہ وہاں نماز نہ پڑھی جاتی ہو)۔ لہذا اس حصہ کیلئے مسجد کے احکام جاری اور مسنون ہونگے"۔

معلوم ہوا کہ زم زم کے حوض کے علاوہ دیگر حوض مسجد کا جزو اور حصہ نہیں ہوتے۔

☆ درمختار میں ہے:

حرم علیه(الی) الخروج الالحاجةالانسان طبیعة کبول و غائط و غسل لو احتلم ولا یمکنه الاغتسال فی المسجد کذا فی النهر۔ (درمختار ۱۴۳/۲ مکتبہ ماجدیہ)

ترجمہ: معتکف پر مسجد سے خروج حرام ہے، مگر انسانی طبعی حاجت کیلئے جیسے پیشاب اور پاخانہ اور غسل اگر اسے احتلام ہو جائے اور اس کیلئے مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو اسی طرح نہر میں ہے۔

اس پر علامہ شامی نے حاشیہ میں فرمایا:

(قوله ولا یمکنه) فلو امکنه من غیران یتلوث المسجد فلا بأس به (بدائع) ای بان کان فیه برکة ماء او موضع معدّ للطهارة او اغتسل فی اناء بحیث لا یصیب الماء المستعمل (الی) التقیید بعدم الامکان یفید انه لو امکن کما قلنا فخرج انه یفسد (الی) لکن قول البدائع لا باس به ربما یفید الجواز فتامل۔

(صفحہ ۱۴۳ جلد ۲)

ترجمہ: مصنف کا قول **ولا یمکنه** پس اگر مسجد میں غسل کرنا ممکن ہو بغیر اس کے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

کہ مسجد غسل کے پانی سے ملوث ہو تو مسجد میں غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں (بدائع) یعنی اگر مسجد کے اندر پانی کا تالاب ہو یا ایسی جگہ ہو جو طہارۃ کیلئے بنائی گئی ہو یا معتکف برتن میں غسل کرے کہ مسجد میں مستعمل پانی نہ گرے (تا) عبارت کے متن میں عدم امکان کیساتھ تقیید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد کے اندر غسل کرنا ممکن ہو جس طرح ہم نے بیان کیا پھر وہ مسجد سے غسل کرنے کیلئے خارج ہوا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا، لیکن بدائع کا لاباس بہ کا قول جواز کا فائدہ دیتا ہے تم غور کرو۔ یعنی بدائع کی عبارت قاصر ہے۔ معلوم ہوا اگر مسجد کے اندر غسل جنابت ممکن ہو تو فناء مسجد کے غسل خانوں میں غسل کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اور معلوم ہوا کہ مسجد کے احاطہ (جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہیں) کے درمیان بھی غسل خانہ اور تالاب ہوسکتے ہیں لیکن وہ مسجد کا جزو اور حصہ نہیں ہونگے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فناء مسجد داخلی غیر حقیقی مسجد کا جزو اور حصہ ہوتی ہے، اگر چہ وہاں کسی جائز امر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

☆ وہ فناء مسجد خارجی جو مسجد ہونے کیلئے متعین جگہ کی حدود سے خارج ہو اور مسجد کی حدود اور احاطہ کے اندر نہ ہو، اس فناء خارجی کہ متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ فناء مسجد کی تعریف:

هو المكان المتصل به ليس بينه و بينه طريق۔ (ردالمحتار ۲/۴۳۰ مکتبہ دارالباز)

ترجمہ: فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد کیساتھ متصل ہو مسجد اور اس مکان کے درمیان عام راستہ نہ ہو۔

اس تعریف کے اعتبار سے مسجد سے خارج بیرونی وضو خانے، غسل خانے اور عمارتیں اور دوکانیں اور خالی پلاٹ مصالح مسجد کیلئے ہوں یا غیر مصالح کیلئے سب فناء مسجد میں داخل ہونگے حتی کہ مسجد سے متصل جنازہ گاہ اور عید گاہ اور کھیل کے میدان بھی فناء مسجد میں داخل ہونگے صرف روڈ یا شارع عام کے ماوراء اور پیچھے کی جگہیں اور عمارتیں اور مکان فناء مسجد سے خارج ہونگے اگر شارع عام کے پیچھے موجود عمارت مسجد کی ضرورت اور مصلحت کیلئے ہو، وہ بھی فناء مسجد میں داخل نہیں ہوگی۔

مسجد سے خارج فناء مسجد کے احکام:۔

☆ فناء مسجد، مسجد سے خارج جگہ کا نام ہے، اس میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں بلکہ فناء مسجد میں بغیر عذر کے جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ البتہ فناء مسجد بعض دیگر امور میں مسجد کے حکم میں ہوتی ہے مثلاً اقتداء کے جواز کے حق میں اور اپنی وقتی حیثیت کے مطابق احترام میں یعنی جس طرح مسجد کی حدود اور احاطہ میں اقتداء کے جواز کیلئے صفوں کا اتصال ضروری نہیں ہوتا، حتی کہ محراب میں نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء میں مسجد کے آخری کنارہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز بھی ادا ہو جاتی ہے۔ اگر چہ درمیان میں صفیں نہ ہوں اسی طرح فناء مسجد میں بھی اقتداء کے جواز کیلئے صفوں کا اتصال ضروری نہیں حتی کہ فناء مسجد میں کھڑے شخص کی اقتداء مسجد میں موجود امام کے پیچھے صحیح ہوتی ہے اگر چہ صفوں کا اتصال نہ ہو۔ دوم یہ کہ فناء مسجد کا اس کی حیثیت کے مطابق بعض امور میں مسجد کی طرح احترام کیا جاتا ہے۔ لہذا جواز اقتداء اور احترام میں فناء مسجد، مسجد کے حکم میں ہے، سارے امور میں فناء مسجد، مسجد کے حکم میں نہیں ہوتی بلکہ بعض امور جو مسجد میں حرام اور ممنوع ہوتے ہیں وہ فناء مسجد میں جائز ہوتے ہیں۔ مثلاً وضو کرنا، غسل کرنا وغیرہ مسجد میں حرام ہیں اور فناء مسجد میں جائز ہیں۔ چونکہ اعتکاف کیلئے مسجد کا ہونا شرط ہے لہذا اعتکاف مسجد میں ہی ہوگا اور فناء مسجد میں نہیں ہوگا بلکہ فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور فناء مسجد میں دنیاوی گفتگو اور بغیر عذر کھانا، پینا، سونا، پیشاب کرنا، غسل کرنا، بغیر عذر کے بیع اور شراء اور دوکانداری کرنا جائز ہے۔ اور حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں فناء مسجد میں جانا جائز ہے لیکن مسجد میں بغیر عذر کے یہ امور ناجائز ہیں اور مسجد میں ناپاک جوتے پہن کر چلنا ممنوع ہے لیکن فناء مسجد میں جوتوں کیساتھ چلنا جائز ہے۔

☆ معلوم ہوا فناء مسجد کا حکم سارے امور میں مسجد والا نہیں ہے اور فناء مسجد کے سارے احکام مسجد کے احکام نہیں ہیں۔

عالمگیری میں ہے:

فناء المسجد له حكم المسجد حتى لو قام فى فناء المسجد و اقتدى بالامام صح اقتداء ه و ان لم تكن الصفوف متصلة ولا

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

المسجد ملآن الیہ اشار محمدؒ فی باب الجمعة فقال یصح الاقتداء فی الطاقات والسدد و ان لم تکن الصفوف متصلة (الی) و علی ھذا یصح الاقتداء لمن قام علی الدکاکین التی تکون علی باب المسجد لانھا من فناء المسجد متصلةبالمسجد کذا فی فتاوی قاضی خان. (۱۰۹/۱ ماجدیہ)

ترجمہ: فناء مسجد کیلئے مسجد کا حکم ہے حتی کہ اگر کوئی آدمی فناء مسجد میں کھڑا ہوجائے اور امام کی اقتداء کرے اس کی اقتداء صحیح ہوگی اگر چہ صفیں متصل نہ ہوں اور نہ مسجد نمازیوں سے بھری ہو۔ باب الجمعہ میں امام محمد نے اس کی طرف اشارہ فرمایا، آپ نے فرمایا: مسجد کی کھڑکیوں اور دیواروں کے درمیان سے اقتداء صحیح ہے اگر چہ صفیں متصل نہ ہوں (تا) اس بنیاد پر ان لوگوں کی اقتداء جو مسجد کے دروازے پر قائم دوکانوں پر کھڑے ہوتے ہیں صحیح ہے کیونکہ دوکانیں فناء مسجد سے ہیں مسجد سے متصل ہیں۔ فتاوی قاضی خان میں اسی طرح ہے۔

☆ مذکورہ عبارۃ میں مسجد کیساتھ متصل دوکانوں کو بھی فناء مسجد کہا گیا اور صرف جوازاً اقتداء کیلئے فناء مسجد کو مسجد کے حکم میں کہا گیا دوسرے امور میں فناء مسجد کو مسجد کے حکم میں نہیں کہا گیالہذا اعتکاف کیلئے فناء مسجد کا حکم مسجد کانہیں ہے ورنہ فقہاء کرام کی عبارت میں اعتکاف کا ذکر بھی ہوتالہذا بغیر ضرورت فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

☆ و فی المجتبی و فناء المسجد لہ حکم المسجد یجوز الاقتداء فیہ وا ن لم تکن الصفوف متصلة ولا تصح فی دار الضیافة الا اذا اتصلت الصفوف (۵۱) و بھذا علم ان الاقتداء من صحن الخانقاہ الشیخونیة بالامام فی المحراب صحیح وان لم تتصل الصفوف لان الصحن فناء المسجد و کذا اقتداء من بالخلاوی السفلیة صحیح لان ابوابھا فی فناء المسجد ولم یشتبہ حال الامام۔ (۳۶۳/۲ بحرالرائق)

ترجمہ: اور مجتبی میں ہے فناء مسجد کا حکم مسجد والا ہے اس میں اقتداء جائز ہے اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں اور دارالضیافیہ میں اقتداء صحیح نہیں مگر یہ کہ صفیں متصل ہوں۔(اھ) اور اس سے معلوم ہوا کہ شیخونیہ خانقاہ کے صحن سے محراب میں موجود امام کی اقتداء صحیح ہے اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں اس لئے کہ خانقاہ کا صحن فناء مسجد ہے اور اسی طرح اس شخص کی اقتداء جو تحتانی اور خلوتی کمروں میں موجود ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ تحتانی کمروں کے دروازے فناء مسجد میں کھلتے ہیں اور اس شخص پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا۔

☆ اس عبارت سے معلوم ہوا فناء مسجد اور فناء مسجد سے متصل تہہ خانوں میں جن کے دروازے فناء مسجد میں ہوں سے اقتداء صحیح ہے اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں لہذا فناء مسجد جواز اقتداء میں مسجد کے حکم میں ہے،لیکن اعتکاف کے حق میں فناء کا حکم مسجد والا نہیں ہے۔اور معلوم ہوا خانقاہ کا صحن بھی فناء مسجد ہے۔

☆ بعض علماء نے فناء مسجد سے اقتداء کے جواز کیلئے ایک شرط ذکر کی تھی کہ وہ فناء مسجد ایسی ہو جس سے مسجد تک وصول ممکن ہو یعنی فناء مسجد سے مسجد میں دروازے کھلیں انہوں نے اس پر دلیل یہ دی کہ اگر دروازے نہیں ہونگے تو امام کا حال مشتبہ ہو جائے گا لہذا نماز صحیح نہیں ہوگی۔

علامہ شامی اس کا رد فرماتے ہوئے منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

ذکر شمس الائمہ الحلوائی ان العبرۃ فی ھذا لاشتباہ حال الامام و عدمہ لالـلتمکن من الوصول الی الامام لان الاقتداء متابعۃ و مع الاشتباہ لایمکنہ المتابعۃ اہ ونحوہ فی الخلاصۃ والفیض قال فی الخانیۃ والذی یصح ھذا الاختیار ما روینا ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی حجرۃ عائشۃؓ والناس یصلون بصلاتہ و نحن نعلم انھم ما کانوا یتمکنون من الوصول الی حجرۃ عائشۃؓ اہ فتامل۔ (۳۶۲/۲ منحۃ الخالق مع بحر الرائق)

پھر مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والظاہر انہ وجھہ ان السطح لایحصل بہ اختلاف المکان

فلایعد فاصلا کمالو اقتدی علی سطح المسجداومن بیته وبینه وبین المسجدحائط ولم یحصل الاشتباه فالحاصل ان اختلاف المکان مانع عندالاشتباه والم یشتبه لا یمنع ولاعبرة بالوصول وعدمه واما الفاصل من طریق اونهر او فضاء ولو لم یشتبه فلیتا مل فی الفرق الخ (پھر فرمایا) وعلی الصحیح یصح الاقتداء بامام المسجدالحرام فی المحال المتصله به وان کانت ابوابها من خارج المسجد الخ۔(۳۶۳/۲ بحر)

ترجمہ: شمس الآئمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ اقتداء کے معاملہ میں اعتبار امام کے حال کے اشتباہ اور عدم اشتباہ کا ہے، امام تک پہنچنے اور وصول کی قدرت کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اقتداء متابعت کا نام ہے۔اور اشتباہ کیساتھ متابعت ممکن نہیں اورخلاصہ اور فیض میں اسی طرح ہے اور خانیہ میں صاحب خانیہ نے فرمایا اور وہ چیز جو اس اختیار کو صحیح کرنے والی ہے وہ روایت ہے جو ہم نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں نماز پڑھتے تھے اور لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کا ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے کمرہ اور حجرہ میں پہنچنا ممکن نہیں ہوتا تھا (دروازہ بند ہوتا تھا) پس تو غور کر۔ (تا) اور ظاہر وجہ یہ ہے کہ سطح اور چھت پر نماز پڑھنے سے مکان مختلف نہیں ہوتا لہذا اسے (صفوں کے درمیان) فاصل شمار نہیں کیا جائے گا جس طرح کوئی مسجد کی چھت پر سے امام کی اقتداء کرے یا اپنے کمرے سے اقتداء کرے اور کمرہ اور مسجد کے درمیان دیوار حائل ہو اور اشتباہ حاصل نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ (امام اور مقتدی کے درمیان) مکان کا اختلاف اشتباہ کے وقت اقتداء کے جواز سے مانع ہے اگر اشتباہ نہیں ہے تو (مکان کا اختلاف)جواز کیلئے مانع نہیں ہے۔امام تک وصول اور عدم وصول کا کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن اقتدار کے جواز کیلئے مانع صرف راستہ یا نہر یا صفوں کے درمیان فضا اور فاصلہ کا ہونا ہے اگر چہ اشتباہ نہ ہو پس تامل کر فرق میں۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

☆ پھر فرمایا صحیح روایت پر مسجد حرام کے امام کی اقتداء مسجد حرام سے متصل جگہوں اور مکانوں سے جائز ہے اگرچہ ان مکانوں کے دروازے مسجد سے خارج ہوں۔

☆ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام سے خارج اور متصل فناء مسجد اور رہائش کے تمام مکانوں سے مسجد حرام کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے (اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں)۔

☆ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ گھر اور مکان جو فناء مسجد میں داخل ہو اور امام اس میں موجود ہو اس مکان میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء میں مسجد میں موجود لوگوں کی اقتداء بھی جائز ہے جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کے حجرہ مبارک میں کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں وہ لوگ نماز ادا کرتے تھے جو حجرہ سے باہر مسجد میں ہوتے تھے۔ یہ وہی حجرہ مبارک ہے جس میں اعتکاف کی حالت میں رسول اکرم ﷺ بغیر ضرورت جانے کو اعتکاف کیلئے مفسد سمجھتے تھے اسی لئے سیدۃ عائشہؓ کیلئے کمرہ کے دروازے سے صرف اپنا سر مبارک قریب فرماتے تھے اور ام المؤمنین سیدۃ عائشہؓ کنگھا کرتی تھیں۔ اگر اقتداء اور اعتکاف دونوں کیلئے فناء مسجد کا حکم ایک ہوتا تو پھر حجرہ مبارکہ سے جس طرح آپ ﷺ کا امامت کرانا معمول تھا تو اعتکاف کیلئے بغیر ضرورت حجرہ میں جانا بھی معمول ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ ﷺ کا حجرہ بالاتفاق فناء مسجد میں داخل تھا اگر حجرۂ مبارکہ فناء مسجد میں داخل نہ ہوتا تو حجرۂ مبارکہ کے اندر سے امامت کرانا بھی معمول نہ ہوتا لیکن اعتکاف کی حالت میں آپ حجرہ مبارکہ میں بغیر حاجت نہیں جاتے تھے اگر فناء مسجد بغیر حاجت جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارکہ میں بغیر حاجت تشریف لے جاتے۔

حالانکہ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا اعتکف یدنی الی راسه فارجله وکان لا یدخل البیت الالحاجة الانسان. (رواہ السته۔ ۲/۴۰۰ فتح القدیر)

ترجمہ: حدیث کی صحاح ستہ کتب میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا رسول اکرم ﷺ جب اعتکاف بیٹھتے تھے میری طرف اپنا سر مبارک قریب کرتے تھے پس میںؓ آپ ﷺ کو کنگھا کرتی تھی اور آپ ﷺ کمرہ میں نہیں داخل ہوتے تھے مگر انسانی حاجت کیلئے۔☆ عید گاہ اور

☆ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ☆

جنازہ گاہ کے متعلق درمختار میں ہے:

واما المتخذ لصلوة جنازة او عيد فهو مسجد فى حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقاً بالناس لا فى حق غيره به يفتى (نهايه) فحل دخوله بجنب و حائض كفناء مسجد و رباط و مدرسة و مساجد حياض و اسواق لاقوارع۔ (درمختار مکتبہ دارالباز۲ / ۲۳۰)

ترجمہ: اور وہ جگہ جونماز جنازہ اورنماز عید کیلئے تیار کی گئی ہے وہ جواز اقتداء کی حق میں وہ مسجد ہے لوگوں کیساتھ نرمی کی وجہ سے اگرچہ صفیں منفصل ہوں اقتداء کے جواز کے علاوہ کسی امر کے حق میں وہ (جنازہ گاہ اورعید گاہ) مسجد نہیں ہے (نہایہ) پس جنازہ گاہ اورعید گاہ میں جنابت والے اورحیض والی عورت کا داخل ہونا جائز ہے جس طرح فناء مسجد اور رباط (صوفیا اورفقراء کی رہائش کی جگہ جس کو خانقاہ کہا جاتا ہے)اور مدرسہ اور حوضوں اور بازاروں کی مساجد(یہ شرعی مساجد نہیں ہیں) ان میں جنبی اور اور حائض کا داخل ہونا جائز ہے لیکن شاہراہوں کی مساجد، مساجد ہوتی ہیں ان میں جنبی اور حائض داخل نہیں ہو سکتے۔

☆ درمختار کی مذکورہ عبارت میں جنازہ گاہ اورعید گاہ کوفناء مسجد سے تشبیہ دی گئی ہے۔اورعید گاہ اور جنازہ گاہ کیلئے صراحۃً فرمایا کہ ان کا مسجد ہونا صرف جوازا اقتدا کے حق میں ہے کسی دوسرے امر میں ان کا حکم مسجد والانہیں ہے اس لئے عید گاہ اور جنازہ گاہ میں جنبی اور حائض داخل ہو سکتے ہیں ثابت ہواعید گاہ اور جنازہ گاہ میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں اور مسجد سے بغیر ضرورت عید گاہ اور جنازہ گاہ جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا تشبیہ کا مقتضٰی یہ ہے کہ فناء مسجد میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز نہیں ہے اور فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔اور یہی حکم یعنی صحۃ اقتداء اور حائض اورجنبی کے دخول کا جواز اور اعتکاف کا عدم جواز خانقاہ، مدارس اور حوضوں کیساتھ چھوٹی چھوٹی مساجد کا ہے اور بازاروں میں اس قسم کی مساجد جن میں صرف بوقت ضرورت بازار کھلنے پرنماز پڑھ لی جاتی ہو کیونکہ حقیقت میں وہ مساجد نہیں ہیں ان میں بھی اعتکاف بیٹھنا جائز

نہیں اور ان میں جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا،لیکن شاہراؤں پر بنائی گئی مساجد شرعاً مساجد ہونگی۔ان میں جنبی اور حائض کا داخل ہونا جائز نہیں ہوگا اور اعتکاف بیٹھنا جائز ہوگا، کیونکہ شاہراہوں کی مساجد مسافروں کیلئے مستقل اوردائمی قائم کی جاتی ہیں۔

☆ عموماً جنازہ گاہیں مسجد کیساتھ متصل ہوتی ہیں اور فناء مسجد میں داخل ہوتی ہیں اگر فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو پھر معتکف کو نماز جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت ہونی چاہیے تھی حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں یہ استثناء موجود نہیں کہ متصل جنازہ گاہ میں معتکف کو نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت ہے۔ بلکہ درمختار کی مذکورہ عبارت میں جنازہ گاہ اور عید گاہ کو فناء مسجد کیساتھ تشبیہ سے معلوم ہوا کہ فناء مسجد میں بغیر حاجت جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

☆ بعض مساجد سے متصل ہسپتال فناء مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔جس طرح کراچی میں جامع مسجد گلزار حبیب اور ہولی فیملی ہسپتال میں صرف ایک دیوار حائل ہے اگر فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو پھر معتکفین کو ہسپتال جاکر مریضوں کی عیادت کرنا جائز ہونا چاہیے تھا، حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں یہ استثناء موجود نہیں کہ متصل ہسپتال میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ بعض علماء کرام نے مطلق فناء مسجد جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کو مسجد کے منارہ پر جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے پر قیاس کیا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسجد سے متصل مینارہ پر آذان دینے کیلئے چڑھنے سے بالاتفاق اعتکاف فاسد نہیں ہوتا بلکہ صاحب بدائع کی عبارت کے مطابق آذان بھی شرط نہیں ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

> بل ظاهر البدائع ان الآذان ايضا غير شرط فانه قال ولو صعد المنارة لم يفسد بلاخلاف وان كان بابها خارج المسجد لانه منه لانه يمنع فيها من كل ما يمنع فيه من البول و نحوه فاشبه زاوية من زوايا المسجد اه لكن ينبغي فيها اذا كان بابها خارج المسجد ان يقيد بما اذا خرج للآذان لان المنارة وان كانت من المسجد لكن خروجه الى بابها لا للآذان خروج منه بلاعذر۔

(۱۴۴/۲ ماجدیہ)

☆ قال الامام الشافعي رحمه الله تعالى : امن الناس عليّ فى الفقه محمد بن حسن ☆

ترجمہ: بدائع کا ظاہر یہ ہے کہ (منارہ پر صعود سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا حکم) آذان کیساتھ خاص نہیں ہے اور آذان بھی شرط نہیں ہے کیونکہ صاحب بدائع نے کہا اگر معتکف منارہ پر چڑھا تو اعتکاف بلا خلاف فاسد نہیں ہوگا اگر چہ منارہ پر صعود کا دروازہ مسجد کے خارج سے ہو عدم فساد اس لئے ہے کہ منارہ مسجد کا جزو اور حصہ ہے کیونکہ منارہ میں ہر اس چیز کو منع کیا جاتا ہے جس چیز کو مسجد میں منع کیا جاتا ہے، پیشاب اور پیشاب کی مثل اشیاء سے پس مسجد کا منارہ مسجد کے کونوں سے ایک کونے کے مشابہ ہے۔ اھ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ بدائع کی عبارت میں مناسب ہے کہ ایک قید کا اضافہ کیا جائے کہ جب منارہ کا دروازہ مسجد کے خارج سے ہو خارجی دروازے سے صعود اس وقت اعتکاف کیلئے مفسد نہیں ہوگا جب آذان کیلئے خروج ہو کیونکہ منارہ اگر چہ مسجد کا حصہ ہے لیکن منارہ کے خارجی دروازہ کی طرف بغیر ضرورتِ آذان کے خروج مسجد سے بغیر عذر کے خروج ہے لہذا اس صورت میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

لیکن ردالمحتار کی عبارت سے واضح ہے کہ فقہاء عظام منارہ کو مسجد کا جزو اور حصہ اور ایک کونا سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے منارہ پر چڑھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا فقہاء کرام مسجد کے منارہ کو مسجد سے خارج فناء میں داخل حصہ نہیں سمجھتے اور "**یمنع فیها من کل ما یمنع فیه من البول و نحوه**" کی عبارت سے معلوم ہوا مینار کی طرح پیشاب خانے اور باتھ روم وغیرہ مسجد کا حصہ نہیں ہو سکتے کیونکہ مینار کا احترام مسجد کی طرح کیا جاتا ہے، ان میں پیشاب وغیرہ کیا جاتا ہے لہذا ان میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور مطلق فناء مسجد میں جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا قول صحیح نہیں ہے۔ نیز علامہ شامی کی عبارت سے واضح ہے کہ منارہ کے خارجی دروازہ کی طرف بغیر آذان کے ارادہ کے خروج سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

آپ غور فرمائیں کہ منارہ جو کہ مسجد کا جزو ہے اس پر چڑھنے کیلئے اس کے خارجی دروازہ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ ایک دو گز ہوگا۔ لیکن آذان کی ضرورت کے بغیر دروازہ کی طرف خروج اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے تو پھر فناء مسجد جس کا ایریا اور علاقہ سیکڑوں مربع گز پر مشتمل ہو جس میں وضو

خانہ باتھ روم دوکانیں وغیرہ سب موجود ہوں ان کی طرف بغیر ضرورت خارج ہونے سے اعتکاف کیوں فاسد نہیں ہوگا۔

لہٰذا فناء مسجد اعتکاف کے حق میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور اس میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ اس لئے ہدایہ میں ہے:

ولا یمکث بعد فراغه من الطهور لان ما ثبت بالضرورة یتقدر بقدرها۔ (۴۰۰ الہدایہ مع الفتح)

ترجمہ: وضو یا فرض غسل سے فارغ ہونے کے بعد وضو خانہ اور غسل خانہ میں معتکف نہ ٹھہرے کیونکہ جو چیز ضرورت کے سبب ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

☆ وضو یا غسل مسجد میں نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ان کیلئے باتھ روموں کی طرف خروج کی ضرورت تھی جتنا وقت طہارت کی ضرورت کیلئے درکار تھا اس وقت تک باہر رہنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹا لیکن ضرورت سے زائد وقت مسجد سے باہر رہنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اگر فناء مسجد کا حکم اعتکاف کے حق میں مسجد والا ہوتا تو وضو اور غسل کے بعد باتھ روموں میں ٹھہرے رہنے سے فقہاء کے نزدیک اعتکاف فاسد نہ ہوتا، کیونکہ وضو خانہ اور باتھ روم مسجد کے مصالح اور ضروریات میں سے ہیں اور فناء مسجد میں داخل ہیں۔ معلوم ہوا فناء مسجد میں بغیر ضرورت خروج مفسد اعتکاف ہے۔

☆ ہدایہ میں ہے:

ولو خرج من المسجد ساعة بغیر عذر فسد اعتکافه عند سیدنا ابی حنیفه۔ (۴۰۱ الفتح)

ترجمہ: اگر مسجد سے ایک ساعت معتکف بغیر عذر خارج ہوا اس کا اعتکاف سیدنا ابو حنیفہ کے نزدیک فاسد ہو جائے گا اگر اعتکاف کے حق میں فناء مسجد کا حکم مسجد والا ہوتا تو "**من المسجد**" کیساتھ "**ومن فناء المسجد**" کا ذکر بھی ہوتا۔

چونکہ کتب فقہ کے متون میں قیود احترازی ہوتی ہیں اور فقہاء کی عبارتوں کا مفہوم مخالف

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

معتبر ہوتا ہے، اس لئے المسجد کی قید سے معلوم ہوا غیر مسجد کی طرف خروج خواہ وہ غیر مسجد فناء مسجد ہو یا فناء مسجد کا غیر ہو اعتکاف کیلئے مفسد ہوگا۔

☆ قرآن مجید میں ہے

ولا تباشرو هن و انتم عاكفون فی المساجد

ترجمہ: اور بیویوں سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مساجد میں اعتکاف کرنے والے ہو۔

علماء فرماتے ہیں: مباشرۃ گھر میں ہو یا مسجد میں مباشرت اور زوجیت کے عمل سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، لیکن قرآن مجید میں فی المساجد کی تقیید سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اعتکاف مسجد میں ہی ہوتا ہے اور مسجد سے خارج فناء مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں جب فناء مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں تو بغیر ضرورت فناء مسجد جانے سے اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔

☆ بدائع صنائع میں ہے:

اما الذی یرجع الی المعتكف فيه فالمسجد وانه شرط فی نوعی الاعتكاف الواجب والتطوع لقوله تعالى ولاتباشروهن وانتم عاكفون فی المساجد۔ (جلد۲ صفحہ نمبر۱۱۲ بدائع)

ترجمہ: لیکن وہ حکم جو اعتکاف کی جگہ کی طرف راجع ہے پس وہ مسجد ہے دونوں اعتکاف واجب ونفلی میں مسجد کا ہونا شرط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اپنی ازواج سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو۔

☆ اعتکاف کی تعریف:

هوا للبث فی المسجد مع الصوم ونيت الاعتكاف اما اللبث فركنه لانه ينبئ منه فكان وجوده به والصوم من شرطه عندنا والنية شرط فی سائر العبادات۔ (۳۹۵ ہدایہ)

ترجمہ: اعتکاف روزہ اور اعتکاف کی نیت کیساتھ مسجد میں ٹھہرنے کا نام ہے لیکن

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کا رکن ہے کیونکہ اعتکاف کا مفہوم اسی کی خبر دیتا ہے، لہٰذا اعتکاف کا وجود مسجد میں ہی ٹھہرنے کیساتھ ہوگا اور روزہ ہمارے نزدیک شرط ہے اور نیت ساری عبادتوں میں شرط ہے۔اس تعریف سے معلوم ہوا کہ فناء مسجد میں نہ اعتکاف ہوسکتا ہے اور نہ اس میں معتکف بغیر ضرورت جا سکتا ہے۔ورنہ اعتکاف کی تعریف باطل ہوجائے گی۔(یہ تعریف اعتکاف منذور اور سنت مؤکدہ دونوں کی ہے)۔

☆توضیح:۔

مسنون اعتکاف کی مثال منذور اعتکاف کی ہوتی ہے یعنی جس طرح ناذر خود اپنے اوپر اعتکاف کو لازم کرتا ہے اسے حسب التزام نذر پوری کرنا ضروری ہوتا ہے ورنہ نذر ادا نہیں ہوگی، اسی طرح جب معتکف کہتا ہے کہ "**نویت الاعتکاف فی المسجد**"یعنی میں مسجد میں اعتکاف اور ٹھہرنے کی نیت کر کے اپنے اوپر اعتکاف کو لازم کرتا ہوں تو اب مسجد ہی میں ٹھہرنا اس پر لازم ہوگیا اگر بغیر ضرورت مسجد میں نہ ٹھہرا اور خارج ہوا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، کیونکہ حسب التزام معتکف نے عمل نہیں کیا۔اسی وجہ سے اگر معتکف منذور اعتکاف میں استثناء کا ذکر کرے تو وہ مستثنیٰ ہوگی مثلاً وہ کہے میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں لیکن میں مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور علم کی مجلس میں شرکت کیلئے جاتا رہوں گا تو اس کا اعتکاف مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں شرکت سے فاسد نہیں ہوگا۔

درمختار میں ہے:

و فی التاتر خانیۃعن الحجۃ لو شرط وقت النذر ان یخرج لعیادۃ مریض و صلوۃ جنازۃ و حضور مجلس علم جاز ذالک فلیحفظ۔(باب الاعتکاف)

ترجمہ: تاتر خانیہ میں حجۃ سے منقول ہے اگر نذر کے وقت معتکف نے شرط کرلی کہ وہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور علم کی مجلس میں حاضر ہونے کیلئے مسجد سے خارج ہوگا تو یہ جائز ہے۔

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

علامہ شامی نے فرمایا:

والحاصل ان مایغلب وقوعه یصیر مستثنٰی حکما والم یشترطه وما لا فلا الا شرطه۔

ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا وقوع غالب ہے وہ حکما مستثنیٰ ہوگی اگرچہ معتکف اس کی شرط نہ کرے اور جو چیز غالب الوقوع نہیں ہے وہ مستثنیٰ نہیں ہوگی مگر جب وہ استثناء میں ذکر کرے۔

تنبیہ:۔

صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک معتکف دن یا رات میں سے آدھے سے کم مثلاً چھ گھنٹے سے کم بغیر ضرورت کے مسجد سے باہر رہے (اپنے گھر یا دوستوں کے گھر گھومتا رہے فناء مسجد بھی شرط نہیں) تو بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اور ھدایہ میں اس قول کو استحسان کہا گیا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

وقالالا یفسد حتی یکون اکثر من نصف یوم وهو الاستحسان لان فی القلیل ضرورة۔

ترجمہ: صاحبینؒ نے فرمایا مسجد سے خارج رہنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا حتی کہ دن کے نصف سے اکثر ہو (چھ گھنٹے سے زیادہ ہو) اور یہ استحسان ہے اس لئے کہ قلیل خروج میں ضرورت ہے۔(۱۰۴ مع الفتح)

علامہ ابن ہمام اس قول پر بحث کرتے ہوئے اس استحسان کو تسلیم نہیں کرتے اور امامین (سیدنا ابو یوسفؒ اور سیدنا محمدؒ) کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

ثم منع کونه استحسانًا بالضرورة بان الضرورة التی یناط بها التخفیف هی الضرورة الّازمةُ او الغالبة الوقوع مع انهما (ای الامامین) یجیز ان الخروج بغیر ضرورة اصلاً لان فرض المسئلة فی خروجه اقل من نصف یو م لحاجة اولا بل للعب وانا لا اشک فی ان من خرج من المسجد الی السوق للعب

والـلـهـو والـقـمـار الی ماقبل نصف النهار ثم قال یا رسول الله انا معتكف قال ما ابعدک من المعتكفين ملحضا اھ (ردالمحتار)

ترجمہ: ضرورت کی وجہ سے صاحبینؒ کے قول کے مستحسن ہونے کو منع کیا گیا ہے، کیونکہ وہ ضرورت جو تخفیف کیلئے مناط اور مدار ہے وہ ضرورت لازمہ یا غالب الوقوع ہوتی ہے (یعنی صاحبین کے قول میں آدھے دن کا خروج قلیل اور ضرورت ایسی ضرورت نہیں ہے جو ضرورت لازمہ یا غالب الوقوع ہو) لیکن صاحبین تو معتکف کا (مسجد سے آدھا دن سے کم خروج) بغیر ضرورت کے بھی جائز رکھتے ہیں کیونکہ فرض مسئلہ معتکف کے نصف یوم سے کم خروج میں ہے حاجت کیلئے خروج ہو یا غیر حاجت کیلئے خروج ہو بلکہ لہو لعب کیلئے خروج ہو۔ اور میں (ابن ہمامؒ) شک نہیں کرتا اس معاملے میں کہ ایک معتکف مسجد سے بازار کی طرف نکل گیا لہو ولعب اور قمار کیلئے نصف نہار سے پہلے تک بازار میں پھرتا رہا پھر وہ کہے یا رسول اللہ ﷺ میں معتکف ہوں تو آپ ﷺ بطور تعجب فرمائیں گے اے فلاں تو معتکفین سے کتنا دور ہے؟ یعنی تو معتکف نہیں ہے۔ اس پس منظر میں اگر میں (محمد رفیق حسنی) ان لوگوں سے کہوں جو بغیر ضرورت مسجد سے خارج فناء مسجد اور باتھ روموں میں سگریٹ نوشی اور لہو ولعب کیلئے سارا دن بھی باہر رہنے سے اعتکاف کے فاسد ہونے کا قول نہیں کرتے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں اگر معتکف فناء مسجد کی دوکانوں کی طرف نکل جائے اور خرید وفروخت کرتا رہے سگریٹ نوشی کرتا رہے، حقہ پیتا رہے، بیڑی رکھی اور گھنٹوں مسجد سے خارج رہے پھر وہ آ کر کہے یا رسول اللہ ﷺ میں معتکف ہوں تو آپ ﷺ بطور تعجب فرمائیں گے اے فلاں تو معتکفین سے کتنا دور ہے؟۔

الحاصل:۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ اعتکاف کے سلسلہ میں فناء مسجد، مسجد کا حکم نہیں رکھتی لہذا بغیر

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

ضرورت شرعیہ اور طبعیہ ایک منٹ کیلئے بھی فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا صرف اقتداء کے جواز کے حق میں فناء مسجد، مسجد کا حکم رکھتی ہے کیونکہ اقتداء کی بنیاد امام کی متابعت پر ہے اور متابعت عدم اشتباہ کی حالت میں فناء مسجد سے بھی ہوسکتی ہے اور فناء مسجد کے علاقہ کی مقدار متعین نہیں ہے۔ دمشق کی مسجد کیلئے فناء مسجد کا ایریا اور علاقہ کلاسہ اور کلامیہ کے مدارس اور مزارات ثلثہ اور شیخونی خانقاہ کا صحن اور دوکانیں اور برید کا صحن فناء مسجد میں داخل ہونا فقہاء کی تصریحات سے آپ پڑھ چکے ہیں لہذا اگر کوئی شخص کہے اتنے وسیع علاقہ میں بغیر ضرورت گھنٹوں گھومنے پھرنیوالے شخص کا اعتکاف باقی رہتا ہے تو پھر اعتکاف ایک مذاق اور ڈرامہ کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اس لئے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے جب صاحب شریعت رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے کمرہ (جس کا فناء مسجد ہونا مسلمات سے ہے) میں بغیر انسانی حاجت کے نہیں جاتے تھے تو ہمیں بلاضرورت فناء مسجد گھومنے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے۔

لہٰذا ذکر کردہ سابقہ عبارات کی روشنی میں درج ذیل مسائل معلوم ہوئے:۔

☆ شرعی مسجد کے احاطہ میں وہ جگہیں جن میں عملاً نماز نہیں ہوتی لیکن وہ مسجد کا حصہ اور مسجد کے اندر جائز امور کیلئے وقف ہوتی ہیں ان کے اندر جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، جس طرح کراچی میں طوبیٰ مسجد ڈیفینس کی مسجد مسقف اور غیر مسقف کے درمیان پانی کے جاری ہونے اور اخراج کیلئے تقریباً تین فٹ گہری اور پانچ فٹ چوڑی پٹی بنی ہوئی ہے اور اس میں آب شاری فوارے لگے ہوئے ہیں وہ مسجد کا حصہ ہیں ایسی جگہ جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اسی طرح مساجد کی اطراف جہاں لوگ جوتے پہن کر نہیں جاتے اور ان اطراف کو مسجد کا حصہ اور جزو سمجھتے ہیں لیکن وہاں نمازیں ادا نہیں کی جاتیں ایسے اطراف میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ بڑی بڑی مساجد کی خوبصورتی کیلئے مسجد شرعی کی حدود اور صحن میں فوارے اور پھول کی کیاریاں (جن کے اردگرد نماز ہوتی ہے اور صفیں بنتی ہیں) بھی مسجد کا حصہ ہوتی ہیں ان میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ چونکہ مسجدوں کے صحن بھی مساجد ہوتے ہیں، اگر مسجدوں کے صحنوں میں وضو اور غسل کیلئے تالاب اور حوض بنائے گئے ہیں جن کے اردگرد نماز پڑھی جاتی ہے اور پانی کے ادخال اور اخراج کیلئے انڈر گراؤنڈ (underground) نالیاں اور پائپ بنے ہوتے ہیں، اور ان تالابوں اور حوضوں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

کے کناروں پر وضو اور غسل کی کرسیاں بنی ہوتی ہیں ان کرسیوں کا حکم مسجد کی دیواروں کا ہے کہ وہاں بغیر ضرورت بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، کیونکہ مسجد اور خارج مسجد کے درمیان فاصل دیوار کا حکم اعتکاف کیلئے مسجد کا حکم ہوتا ہے اسی طرح مسجد کے صحن کیساتھ متصل وضو خانہ اور حوض اور مسجد کے درمیان وضو کیلئے بیٹھنے کی جگہ کا حکم بھی مسجد کا ہوگا اور جس طرح مسجد کی دیوار پر بیٹھنے اور غسل اور وضو کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اسی طرح وسطی حوض کی کرسیوں پر بیٹھ کر وضو کرنے اور غسل کرنے اور بلاضرورت بیٹھنے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اور یہی حکم ایسے وضو خانوں کا ہوگا جو مسجد کی اطراف سے متصل ہیں اور وہاں جانے کیلئے جوتے پہننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆ وہ حوض اور غسل خانے جو مسجد کی دیواروں اور شرعی حدود سے فاصلہ پر ہوتے ہیں اور وہاں جوتے پہن کر جانا ہوتا ہے درمیان کی جگہ وہ مسجد کا حصہ نہیں ہوگی جہاں لوگ جوتے پہن کر آتے جاتے ہیں ایسے وضو خانوں کی کرسیوں پر بلاوجہ شرعی بیٹھنے اور مسنون غسل کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، ان کا حکم مسجد والا نہیں ہے۔

☆ مسجد کی دیواریں اور ستون بھی مسجد کا حصہ ہوتے ہیں اگر مسجد کی دیواروں پر بیٹھنا ممکن ہو تو اس پر بغیر ضرورت بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ شرعی مسجد کی چھت بھی مسجد ہوتی ہے اور شرعی مسجد کی چھت پر یا مسجد کی حدود کے اندر مسجد کی ضرورت کا سامان رکھنے کی مختص جگہ یا تدریس یا امام اور مؤذن کیلئے عارضی کمرے بنائے گئے ہوں تو یہ بھی مسجد کا حصہ ہونگے ان میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، ایسے عارضی کمروں کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ان میں جوتوں کیساتھ جانا منع ہوتا ہے ان کمروں میں باتھ روم وغیرہ نہیں ہوتے ان میں اعتکاف کی نیت سے کھانا اور پینا جائز ہوتا ہے، جس طرح مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اردگرد عارضی کمرے بنائے گئے ہیں جو کہ مسجدوں کی حدود کے اندر ہیں لیکن مسجدوں کی تکمیل کے بعد ان کی متعینہ حدود سے خارج کمرے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے خواہ وہ کمرے مدرسہ کیلئے ہوں یا مسجد کے امام ومؤذن کیلئے ہوں مثلاً مسجد کے واقف نے مسجد (جہاں نماز پڑھی جائے) کیلئے ایک سو مربع فٹ جگہ وقف کی ہے اب مسجد کی حدود ایک سو مربع فٹ ہوگی اس سے خارج جگہ مسجد نہیں ہوگی، اگر ایک سو مربع فٹ سے باہر مدرسہ یا امام اور مؤذن کے کمرے بنائے جائیں یہ مسجد کا حصہ نہیں ہونگے۔

☆ الاجتہاد لا ینقض بالاجتہاد ☆ اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا ☆

☆ فقہاء کرام نے جس مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کے احکام بیان کئے ہیں اس سے مراد وہ مسجد شرعی ہے جو نماز ادا کرنے کیلئے وقف ہوتی ہے یعنی صرف نماز کی ادائیگی کیلئے مختص احاطہ شرعاً مسجد ہو گا اور فقہاء کے نزدیک وہ مسجد نہیں ہوتی جس کو لوگ مسجد کہہ دیتے ہیں۔ عرف عام میں شرعی مسجد کے علاوہ بیرونی دیوار جس میں وضو خانہ اور غسل خانہ اور باتھ روم اور امام اور مؤذن کے کمرے اور دوکانیں اور اسٹور موجود ہوتے ہیں مسجد کہا جاتا ہے، ایک بیرونی دیوار اُن سب کو محیط ہوتی ہے بعض مرتبہ شرعی مسجد کا احاطہ کم ہوتا ہے لیکن عرفی مسجد کا احاطہ کہیں زیادہ ہوتا ہے مثلاً کراچی کی طوبیٰ مسجد جو کہ اصل اور شرعی مسجد ہے اس کا احاطہ بہت کم ہے لیکن بیرونی دیوار کئی ایکڑوں پر پھیلی ہوئی ہے جس کے اندر لان دفاتر اور باتھ روم وغیرہ بنے ہوئے ہیں لوگ بیرونی دیوار تک کے سارے علاقہ کو مسجد کہہ دیتے ہیں اس طرح نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے تین گیٹ ہیں ان کے اندر سارے ایریا کو لوگ مسجد کہہ دیتے ہیں لیکن شرعاً مسجد وہ احاطہ ہے جہاں نماز پڑھی جاتی ہے مسجد کے دائیں، بائیں کمرے اور دوکانیں اور آگے وضوخانے وغیرہ اور دوکانیں مسجد سے خارج ہیں اور یہ فناء مسجد میں داخل ہیں۔ لھذا شرعی مسجد میں اعتکاف اور اس کے جملہ احکام جاری ہونگے اور شرعی مسجد سے خارج مواضع مسجد کا حصہ نہیں ہونگے ان مواضع بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔

سوال:۔ بعض علماء نے درج ذیل عبارت سے فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف کے عدم فساد پر استدلال کیا ہے:۔

☆ فتاوی رضویہ میں ہے: ''عوض مالی پر تعویذ دینا بیع ہے اور مسجد میں بیع و شرانا جائز ہے اور حجرہ فناء مسجد ہے اور فناء مسجد کیلئے حکم مسجد ہے''۔

عالمگیری میں ہے:

قیم المسجد لایجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه لان المسجد اذا جعل حانوتا و مسکنا تسقط حرمته و هذا لایجوز والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی۔(عالمگیری کتاب الوقف)

ترجمہ: مسجد کے منتظم کیلئے جائز نہیں کہ مسجد کی حدود میں یا مسجد کی فناء میں دوکانیں بنائے کیونکہ مسجد کے کسی حصہ کو جب دوکان یا (دائمی) مسکن بنایا جائے تو اس

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اور یہ جائز نہیں اور فناء مسجد، مسجد کے تابع ہے، پس فناء کا حکم مسجد والا حکم ہے، اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔(۹۶ جلد ۸ رضا فاؤنڈیشن)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مسجد میں دوکان اور مسکن بنانا جائز نہیں اسی طرح فناء مسجد میں بھی دوکان اور مسکن بنانا جائز نہیں۔ جب فناء مسجد کا حکم مسجد والا ہے تو فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا؟۔

الجواب:۔

عالمگیری اور فتاوی رضویہ کی اس عبارت میں اعتکاف کے فساد یا عدم فساد پر استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اہل علم پر واضح ہے اس عبارت میں مسجد اور فناء مسجد میں بیع اور شراء اور دوکانیں بنانے اور دائمی گھر بنانے کو ناجائز کہا گیا ہے اس عبارت میں دوکانوں اور مسکن کا ذکر ہے یہاں اعتکاف کے فساد یا عدم فساد کا ذکر نہیں ہے لہذا اس عبارت سے فناء مسجد میں جانے پر اعتکاف کے عدم فساد پر استدلال غلط ہے۔

☆ضمنی فائدہ:۔

﴿ عالمگیری کی عبارت کی توضیح ﴾

اس عبارت میں مسجد اور فناء مسجد کے احترام کے حوالہ سے مسجد اور فناء مسجد میں دوکانیں اور گھر بنانے کو منع فرمایا گیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مسجد کی حدود اور احاطہ میں دوکانیں بنانا اور مستقل گھر بنانا خواہ امام کیلئے ہو یا مسجد کے منتظم کیلئے حرام ہے اور اگر متولی نے مسجد کی حدود میں دوکانیں بنادیں یا مستقل دائمی مکان بنا دیا تو اس کو توڑ دیا جائے کیونکہ واقف کے وقف کے بعد مسجد واقف کے ملک سے خارج ہو جاتی ہے اور متولی یا اہل محلہ کے ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالی کے ملک میں ہوتی ہے اور اس کو تقدس اور احترام حاصل ہو جاتا ہے اور مسجد کی حدود میں مستقل دوکانیں یا گھر بنانے سے اس کا تقدس اور احترام ساقط ہو جائے گا، اور واقف کی غرض کی بھی مخالفت لازم آئیگی کیونکہ واقف نے نماز پڑھنے اور ذکر اذکار کیلئے زمین کو وقف کیا تھا دوکانیں اور مستقل گھر بنانے کیلئے وقف نہیں کیا تھا اس لئے دائمی گھر اور دوکانیں بنانا اور مسجد کی حدود اور احاطہ میں بیع وشراء ممنوع ہے

لہذا منع کا تعلق مسجد کی تمامیت کے بعد متولی کے انفرادی عمل کیساتھ ہے البتہ واقف خود مسجد کیلئے زمین وقف کرنے یا عمارت وقف کرنے سے پہلے امام یا مؤذن کیلئے مسجد کی عمارت کی چھت یا مسجد کیلئے ارادہ میں متعین جگہ کی حدود میں عارضی بغیر استنجاء خانہ اور باتھ روم کے کمرہ یا کمرے بنا دے اور پھر اس عمارت کو مسجد کیلئے وقف کر دے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ وہ دوکانیں اور گھر بھی مسجد کیلئے وقف ہوں اور اگر دوکانیں یا گھر اس کے ذاتی ہوں اگر چہ مسجد کیلئے وقف شدہ عمارت کیلئے راستہ بھی نکال دے تا کہ لوگ مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے آ اور جاسکیں وہ عمارت شرعاً مسجد نہیں ہوگی، لیکن امام اور مؤذن بھی مساجد کے مصالح سے ہیں اس لئے ان کیلئے کمرے عمارت کی چھت یا عمارت کے دائیں بائیں آگے پیچھے بنانے اور مسجد کیلئے راستہ چھوڑنے سے مسجد کے مسجد ہونے میں کوئی مانع نہیں ہوگا۔اور مالک کا تصرف وقف سے پہلے اپنے ملک میں ہوگا اس لئے یہ جائز ہے۔

☆ اگر اہل محلّہ مسجد کیلئے موقوفہ زمین یا عمارت کی چھت پر وقف کے بعد بھی امام اور مؤذن کیلئے یا تدریس کیلئے عارضی کمرے بنوادیں جن کا احترام مسجد کی طرح کیا جائے تو یہ بھی جائز ہوگا، لیکن خود واقف کو اہل محلّہ کے اذن کے بغیر ایسا کرنا وقف کے بعد جائز نہیں ہوگا کیونکہ زمین اس کے ملک میں نہیں رہی۔

مثال:۔

مسجد نبوی ﷺ قائم ہوگئی تھی اور اس کی ایک جانب فقراء مہاجرین کیلئے عارضی رہائش گاہ بنادی گئی تھی اصحاب صفہؓ وہاں رہتے تھے، اور یہ مسجد میں مدرسہ کی پہلی مثال تھی اور یہ مسجد کی تمامیت کے بعد کی گئی، لیکن واقف خود زمین یا عمارت مسجد کیلئے وقف کرنے کے بعد امام اور مؤذن کا کمرہ مسجد کی چھت یا حدود میں نہیں بنا سکتا کیونکہ یہ عمارت اس کے ملک سے خارج ہوگئی اس میں واقف مالکانہ حقوق کیساتھ تصرف کرنے کا مجاز نہیں رہا اسی طرح واقف کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی بھی خواہ متولی بھی ہو انفرادی طور پر ایسا تصرف نہیں کرسکتا ہے لیکن اہل محلّہ باہمی مشورہ سے اگر مسجد کی حدود میں عارضی مدرسہ اور رہائش گاہ قائم کریں اور ساتھ ہی مسجد کے احترام کے منافی کوئی عمل نہ ہو تو وہ ان کیلئے جائز ہوگا، البتہ مسجد کی حدود میں ایسا تصرف کرنا جس میں مسجد کا تقدس اور احترام نہ رہے نہ متولی کرسکتا ہے نہ اہل محلّہ کو اجازت ہے۔مثلاً قائم شدہ مسجد کی حدود میں دوکانیں بنانا یا دائمی مستقل

گھر بنا لینا یا قائم شدہ مسجد کی حدود میں وضو خانہ اور باتھ روم بنانا یہ امور مسجد کی حرمت ساقط کر دیتے ہیں اسلئے ان امور کی اجازت نہ امام کو ہے اور نہ قاضی کو۔

در مختار کی درج ذیل عبارت کا یہی مفہوم ہے:۔

لو بنی فوقه بیتا للامام لایضر لانه من المصالح امّا لو تمت المسجدیة ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذالک لایصدق (تاتر خانیه) فاذا کان هذا فی الواقف فکیف بغیره فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد ولا یجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلا ولا سکنی۔ (بزازیہ درمختار صفحہ ۴۰۶ جلد ۳)

ترجمہ: اگر واقف نے (وقف سے پہلے) مسجد کے اوپر امام کیلئے کمرہ بنا دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ امام مسجد کی ضروریات اور مصالح کیلئے ہے لیکن اگر مسجدیت مکمل ہو گئی (یعنی واقف نے مسجد کیلئے زمین وقف کر کے الگ کر دی اور نمازیں شروع ہو گئیں) پھر واقف نے چھت پر کمرہ بنانے کا ارادہ کیا تو اسے منع کیا جائے گا اور اگر کہے وقف سے پہلے میری نیت کمرہ بنانے کی تھی تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی جب یہ حکم واقف کیلئے ہے تو واقف کے غیر کیلئے کمرہ بنانے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے پس اس کمرے کا گرا دینا واجب ہے اگر چہ وہ کمرہ مسجد کی دیوار پر ہو اور اس کی اجرۃ لینا بھی جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ مسجد کے کسی حصہ کو آمدنی کا ذریعہ بنایا جائے اور مستقل گھر بنایا جائے۔

☆ وجہ فرق:۔

چونکہ مسجدیت کے اتمام کے بعد واقف اس عمارت کا مالک نہیں رہا لہذا وہ کمرہ بنانے کا مجاز نہیں رہا اگر وہ کہے کہ وقف سے پہلے میری نیت کمرہ بنانے کی تھی تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، ہاں اگر گواہ موجود ہوں تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔ (محمد رفیق حسنی)

☆ فقہاء کرام نے ''اما لو تمت المسجدية الخ'' کی عبارۃ کو امام کے کمرہ کیساتھ متعلق

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

کیا ہے اور درج بالا مفہوم ذکر کیا ہے۔ اور فتاوی رضویہ میں بھی اس عبارت کا مفہوم اسی طرح بیان کیا گیا ہے لیکن اگر اس عبارت کا مفہوم کسی فرد کے انفرادی عمل کی ممانعت کے واسطہ سے کیا جائے تو بھی ممکن ہے۔ جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اہل محلّہ چونکہ ضروریات اور مسجد کے مصالح کے نگران ہیں اس لئے اہل محلّہ کو وقف کے بعد بھی بعض تصرفات کی اجازت ہوتی ہے، لیکن کسی ایک فرد کو مسجد کی تمامیت کے بعد کسی تصرف کی اجازت نہیں۔ واقف کے ذاتی انفرادی عمل کی وجہ سے ممانعت ہو یا واقف کے غیر کے انفرادی عمل کی وجہ سے ممانعت ہو لیکن اہل محلّہ کو اجازت ہو تو یہ مناسب ہے، چونکہ امام کا مکان مسجد کے مصالح سے ہے اس لئے مسجدیت کی تکمیل کے بعد بھی امام کیلئے عارضی کمرہ بنانے سے مسجدیت میں فرق نہیں آتا تو اہل محلّہ کے تصرف سے جائز ہونا چاہئے اور اس عبارۃ کا مفہوم یہ بیان کیا جائے کہ واقف ذاتی مکان، تکمیل مسجدیت کے بعد مسجد کی حدود میں نہیں بنا سکتا اور نہ اس کی نیت معتبر ہے اور نہ وہ مسجد کی دیوار ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے اگر چہ اجرت کیساتھ ہو اسی طرح واقف کا غیر بطریق اولی ذاتی مکان نہیں بنا سکتا۔ البتہ مسجدیت کی تکمیل سے پہلے مسجد کی عمارت یا زمین میں واقف ذاتی مکان بنا سکتا ہے کیونکہ ابھی وہ زمین یا عمارت اس کے ملک سے خارج نہیں ہوئی اور ہر شخص اپنے ملک میں ذاتی تصرف کر سکتا ہے البتہ ایسی مسجد شرعاً مسجد نہیں ہوگی لیکن وقف کے بعد واقف کو اپنے ذاتی مکان بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ البتہ وقف کے بعد امام اور مؤذن یا تدریس کیلئے عارضی کمرے بنانے کی اہل محلّہ کو اجازت ہے کیونکہ مسجد کے تمام ہونے کے بعد واقف کیلئے ممانعت اس لئے تھی کہ واقف مالک نہیں رہا تھا اور اس کا تصرف مالکانہ انفرادی تھا اور اہل محلّہ کا تصرف انفرادی اور مالکانہ نہیں ہوگا بلکہ مسجد کے فائدے کیلئے ہوگا اہل محلّہ اللہ تعالیٰ کی نیابت میں یہ کام کریں گے لہذا جائز ہونا چاہیے۔ جس طرح آجکل مساجد مکمل ہو جاتی ہیں وقف کے اتمام کے بعد نمازیں بھی شروع ہو جاتی ہیں بعد میں بعض مساجد میں بچوں کی تعلیم اور امام اور مؤذن کیلئے عارضی کمرے بنا دئے جاتے ہیں تو یہ جائز ہونے چاہیں یا مسجد کی دوبارہ تعمیر کی جاتی ہے اہل محلّہ مسجد کے مصالح کیلئے مسجد کا تہخانہ یا اسٹور (Store) یا امام اور مؤذن کے کمرے بنانا چاہتے ہیں یا بچوں کیلئے دینی مدرسہ بنانا چاہتے ہیں تو یہ جائز ہونے چاہئے۔

☆ چنانچہ مساجد میں اہل محلّہ کے اختیارات کے متعلق شامی میں ہے:

☆☆☆☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

واما اھلھافلھم ان یھدموہ ویجددوا بناءہ الخ۔ (کتاب الوقف مکتبہ دارالباز جلد ۶ صفحہ ۵۴۶)

یعنی اگر پہلی مسجد کو گرا کر دوسری عمارت بنانا ہوتو اہل محلّہ کو اختیار ہے کہ اس مسجد کو گرا دیں اوراس کی بناء کی تجدید کریں لیکن کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں ہے، پھر فرمایا:

لاھل محلة تحویل باب المسجد (خانیه) و فی جامع فتاوی لھم تحویل المسجد الی مکان آخر ان ترکوہ بحیث لا یصلی فیه ولھم بیع مسجد عتیق لم یعرف بانیه و صرف ثمنه فی مسجد آخر ۱ھ سائحانی ۱ھ۔

ترجمہ: اہل محلّہ کیلئے مسجد کے دروازے کی تحویل جائز ہے اور جامعہ الفتاوی میں ہے اگر کسی مسجد کو ترک کردیا گیا ہے یہ کہ اس میں نماز نہیں پڑھی جاتی اہل محلّہ اس مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرسکتے ہیں اور اہل محلّہ کیلئے یہ بھی جائز ہے کہ غیر آباد پرانی مسجد جس کے واقف اور بانی کا علم نہ ہو اس مسجد کو فروخت کردیں اور حاصل شدہ رقم کو دوسری مسجد میں خرچ کردیں۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل محلّہ کے وہ تصرفات جو مسجد کے فائدے کیلئے ہوں اور ان میں مسجد کا کسی قسم کا نقصان نہ ہو کرنے کی اجازت ہے لہذا مسجد کے امام اور مؤذن کیلئے مسجدیت کی تمامیت کے بعد بھی مسجد کی حدود یا چھت پر عارضی کمرے بنانا جائز ہونا چاہیے۔

☆ ردالمختار میں ہے:

قلت و فی الھندیة آخر الباب الاول من احیاء الاموات نقلاً عن الکبری اراد ان یحفر بیرا فی المسجد من المساجد اذالم یکن فی ذالک ضرر بوجه من الوجوہ وفیه نفع من کل وجهٍ فله ذالک کذا قال ھنا و ذکر فی باب المسجد قبل کتاب الصلوۃ یحفرو یضمن والفتویٰ علی المذکور ھنا۔ (جلد ۶ صفحہ ۵۴۶ مکتبہ دارالباز)

ترجمہ: میں کہتا ہوں فتاوی ہندیہ میں احیاء اموات کے پہلے باب کے آخر میں

کبریٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ کوئی شخص ارادہ کرتا ہے کہ مسجد کے اندر کنواں کھدوادے، جب اس سے مسجد میں کسی وجہ سے نقصان نہ ہو اور اس میں نفع ہو تو اس کیلئے کنواں کھدوانا جائز ہے۔ اور اسی طرح کہا یہاں اور کتاب الصلوۃ سے پہلے مسجد کے باب میں ذکر کیا کہ نہ کھودے اور ضامن ہو گا، فتویٰ جو یہاں مذکور ہے اس پر ہے۔

☆ درمختار میں ہے:

اگر واقف نے مسجد کے نیچے تہہ خانہ مسجد کے مصالح کیلئے بنایا تو یہ جائز ہے جیسے بیت المقدس میں ہے اور اگر تہہ خانہ مسجد کے مصالح کیلئے نہیں بلکہ اپنے لئے بنایا یا مسجد کے اوپر کمرہ اپنے لئے بنایا اور مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف کردیا اور مسجد کو اپنے ملک سے نکال دیا تو وہ مسجد شرعاً مسجد نہیں ہوگی اس کی بیع جائز ہوگی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوگی۔

معلوم ہوا مسجد کیلئے موقوفہ عمارت اور کمرے مسجدیت کے منافی نہیں اور ذاتی مکان اور کمرے مسجدیت کے منافی ہیں اسی لئے علامہ شامیؒ نے درمختار کی "او جعل فوقه بيتا" کی عبارۃ پر اعتراض کیا کہ مصنف نے "بیــــت" (کمرہ) مطلق لکھا لیکن ظاہر یہ ہے کہ کمرہ اگر مسجد کے مصالح کیلئے بنایا تو وہ مسجد شرعاً مسجد ہوگی فرمایا:

ان محل عدم كونه مسجدا فيما اذا لم يكن وقفا على مصالح المسجد وبه صرح في الاسعاف فقال واذا كان السرداب او العلو لمصالح المسجد او كانا وقفاً عليه صار مسجداً ۔ (اھ شرنبلاسہ)

قال في البحر وحاصله انّ شرط كونه مسجداًان يكون سفله و علوه مسجدًا لينقطعحق العبد لقوله تعالى وان المساجد لللّٰه (الجن ۱۸). بخلاف ما اذا كان السرداب و العلو موقوفاًلمصالح المسجدفهو كسرداب بيت المقدس هذا هو ظاهر الرواية۔(۵۴۶/۶ کتاب الوقف مکتبہ دارالباز)

ترجمہ: بیشک اس کے مسجد نہ ہونے کا محل اس صورت میں ہے کہ مسجد پر بنایا گیا

کمرہ مسجد کے مصالح کیلئے نہ ہو اور اسعاف میں اس حکم کی تصریح کی گئی ہے۔صاحب اسعاف نے کہا اور جب تہہ خانہ یا مسجد کے اوپر والا کمرہ مسجد کے مصالح کیلئے ہو یا واقف مسجد کیلئے وقف کر دے تو مسجد کیلئے مخصوص زمین اور عمارت مسجد ہو جائے گی۔ (اھ شرنبلا سہ)۔یعنی اوپر اور نیچے تہہ خانہ جس میں نماز ادا کرنا مقصود نہیں ہوتا یا بالائی کمرہ جس سے مقصود مسجد کی کسی دوسری ضرورت کو پورا کرنا ہوتا ہے۔مسجد ہونے کے منافی نہیں ہیں کیونکہ یہ دونوں کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ مسجد پر وقف ہیں۔لہذا مسجد کی تمامیت کے بعد بھی تہہ خانہ یا چھت پر کمرہ بنانا مسجدیت کے منافی نہیں ہو گا اور اگر خود واقف بنائے تو انفرادیت کی وجہ سے اور مالکانہ تصرف کے شبہ کی وجہ سے منع کیا جائے گا اور اگر اہل محلّہ کے باہمی مشورہ سے واقف یا متولی بنائے تو اس کو نہ روکا جائے کیونکہ تہخانہ یا کمرہ بننے سے مسجد،مسجدیت سے خارج نہیں ہوگی۔درمختار کی عبارت میں اگر واقف کا انفرادی عمل بھی مراد ہو کہ امام کیلئے وہ مسجد کی چھت پر وقف کے بعد اگر کمرہ بنائے تو اس کو منع کیا جائے اور اسے نہ چھوڑا جائے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولی پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ یاد رہے کہ مفتی بہ قول پر مسجد کیلئے زمین وقف کرنے سے مسجد تمام ہو جاتی ہے اور واقف کے ملک سے وہ زمین خارج ہو جاتی ہے لہذا جس عبارت میں مسجد کی تمامیت کا ذکر ہوگا اس سے مراد وقف کرنا ہوگا۔یعنی وقف کرتے ہی زمین مسجد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

ترجمہ: پھر فرمایا بحر الرائق میں ہے اور اس کا حاصل یہ کہ موقوفہ زمین اور عمارت کے مسجد ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس زمین کا تحت اور فوق مسجد ہو تاکہ بندے کا اس زمین سے حق منقطع ہوجائے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا:''اور بیشک مساجد اللہ تعالی کیلئے ہیں'' (جن: ۱۸)۔اور اگر موقوفہ زمین کے تحت یا فوق میں کسی بندے کا حق متعلق ہو گا تو وہ مسجد نہیں ہوگی،مگر جب تہہ خانہ یا بالا خانہ مسجد کے مصالح کیلئے وقف ہو تو وہ زمین مسجد ہو جائے گی جیسے بیت

المقدس کا تہہ خانہ اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔لہذا جب مسجد کی تمامیت کے بعد بھی مسجد کے مصالح کیلئے تحتانی منزل یا فوقانی منزل بنانے سے بندے کا حق منقطع رہتا ہے تو پھر عدم جواز کیوں ہوگا۔مسجد حرام کا مسجد ہونا حضرت آدم علیہ السلام سے یا اس سے بھی پہلے ثابت اور تام ہے لیکن اس میں متولیان مسجد حرام ہر دور میں تبدیلیاں کرتے رہے اور آج بھی مسجد حرام کے نیچے عظیم تہہ خانہ اور تیسری منزل پر سیکیورٹی اور اسٹاف آفس بنے ہوئے ہیں جو موجودہ تعمیر سے پہلے نہیں تھے اگر مسجد کی تمامیت کے بعد مصالح مساجد کیلئے تحت اور فوق عمارت بنانا بالکل حرام ہوتا تو پوری امت موجودہ سعودی حکومت سے احتجاج کرتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور یہی صورت مدینہ منورہ میں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہاں بھی عظیم تہہ خانہ اور چھت پر سیکیورٹی اور دیگر امور کیلئے کمرے بنے ہوئے ہیں اور یہ سب مسجد کی تمامیت کے بعد ہوا اور مسلمانوں کے نزدیک یہ مستحسن عمل ہے اور مسجد کی مسجدیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔معلوم ہوا فقہاء کرام کی عبارت میں مسجد کی تمامیت کے بعد تحت اور فوق عمارت بنانے سے منع کرنے کا مفہوم یا تو خلاف اولی ہے وہ بھی جب ضرورت نہ ہو یا پھر ذاتی مکان بنانے کی وجہ سے منع ہے یا پھر مالکانہ تصرف سے انفرادی عمل مراد ہے۔

☆ درمختار کی عبارت:

فاذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولو على جدار المسجد ولا يجوز اخذالاجرة ولا ان يجعل شيئاً منه مستغلاًو سكنًى۔ (بزازیہ درمختار ۶/۵۴۸ دارالباز)

ترجمہ: جب بناء کا ممنوع ہونا واقف کیلئے ہے پس کس طرح غیر واقف کو اجازت ہوگی۔پس بناء کا گرادینا واجب ہے اگر چہ وہ بناء مسجد کی دیوار پر ہو اور جائز نہیں کہ بناء کی واقف یا غیر واقف سے اجرت لی جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ مسجد سے کوئی چیز ذریعہ آمدنی بنائی جائے اور نہ یہ جائز ہے کہ مسجد سے

کسی حصہ کو رہائش کی جگہ بنایا جائے۔

اس عبارت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں واقف اور غیر واقف کے اپنی ذات کیلئے کمرے یا مسجد کی دیوار پر دیوار بنانا مراد ہے ورنہ مسجد کے مصالح کیلئے امام ومؤذن کے کمرے یا دیوار کو گرانا کیسے واجب ہوسکتا ہے اس لئے علامہ شامی نے **ولو علی جدار المسجد** کے قول پر فرمایا **مع انه لم یاخذ من هواء المسجد شیئاً** اھ یعنی دیوار پر دیوار رکھنے والے نے مسجد کی ہوا سے کچھ بھی نہیں لیا پھر بھی دیوار ممنوع ہے اور پھر بحر الرائق سے نقل کیا کہ مسجد کی دیوار پر شہتیر بھی نہ رکھا جائے اگرچہ مسجد شہتیر والے کے اوقاف سے ہو۔

معلوم ہوا مسجد کی دیوار پر دیوار اور شہتیر رکھنا اس لئے ممنوع ہے کہ وہ شخص مسجد کو ذاتی فائدہ کیلئے استعمال کر رہا ہے نہ امام اور مؤذن کیلئے۔ نیز معلوم ہوا مسجد کے کسی حصہ کو اجرت پر دینا تاکہ اس کی عمارت پر خرچ ہو یا مسجد کے کسی حصہ کو دائمی رہائش گاہ بنایا جائے یہ بھی جائز نہیں ہے اگرچہ وہ رہائش گاہ امام اور مؤذن کیلئے ہو دائمی رہائش سے مراد ایسا مکان ہے جس میں رہائش کیلئے کچن اور باتھ روم وغیرہ موجود ہوں اور اس ارادہ سے بنائے جائیں کہ مکان ہمیشہ قیام کیلئے ہونگے ان کو کبھی نہیں توڑا جائے گا۔

☆ فتاوی رضویہ کی عبارتوں سے آنے والے صفحات میں یہی مراد ہونا پڑھ لیں گے کہ سکنی سے مراد مستقل اور دائمی مکان ہے جس طرح لوگ اپنے لئے ذاتی مکان بناتے ہیں عارضی کمرہ یا کمرے مراد نہیں ہیں کیونکہ کمرے یا عارضی خیمے لگانا سنت سے ثابت ہیں۔ ام المومنین سیدہ ہاجرہ علیہ السلام اور سید اسماعیل علیہ السلام حطیم کعبہ میں رہائش پذیر رہے اور سعد بن معاذ کا خیمہ مسجد میں لگایا گیا اور آپ زخمی ہونے کے بعد مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام پذیر رہے اصحاب صفہ کی جگہ بھی اس قسم کی تھی۔

☆ یہاں تک عالمگیری کی عبارت کے پہلے حصہ یعنی **قیم المسجد لا یجوز له ان یبنی حوانیت فی المسجد** کی توضیح کردی جس کا خلاصہ یہ ہے مسجد شرعی کی حدود اور احاطہ میں بیع وشراء کیلئے دوکانیں بنانا مطلقا جائز نہیں خواہ وہ دوکانیں مسجد کی عمارت اور آمدنی کیلئے بنائی جائیں یا قیم اپنے لیے بنائے اور مسجد شرعی کی حدود اور احاطہ میں مستقل فیملی مکان اور رہائش گاہ بنانا بھی جائز نہیں ہے لیکن عارضی کمرے جن میں صرف بیٹھنے اور سونے اور آرام کرنے کا انتظام ہو وہ فیملی مکان نہ ہو بنانا جائز ہے۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی سیخ نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

☆ اور مذکورہ عبارت کے دوسرے حصے و فی فنائه (تا) والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی کی توضیح یہ ہے کہ فناء مسجد میں دوکانیں اور عارضی مکان مطلق ممنوع نہیں ہیں بلکہ ضرورت کے مطابق بنانا جائز ہے بشرطیکہ وہ دوکانیں مسجد پر وقف ہوں اور ان دوکانوں کی آمدنی مسجد پر صرف کی جائے اور رہائش کے مکان مسجد کے مصالح کیلئے ہوں خواہ امام اور مؤذن کیلئے ہوں یا کرایہ پر دے کر مسجد کی ضروریات پر صرف کرنے کیلئے ہوں کیونکہ فناء مسجد کی وہ حرمت نہیں ہے جو مسجد کی ہے۔ اسی لیے فناء مسجد میں باتھ روم بنانا، جنب اور حائض کا رہنا اور کھانا اور پینا جائز ہے جبکہ یہ امور مسجد میں جائز نہیں ہیں۔ عالمگیری کی مذکورہ عبارت کا محمل یا تو عدم جواز بمعنی غیر اولیٰ کے ہے یا پھر فناء مسجد کے واقف کی غرض کے خلاف ہونے کی وجہ سے عدم جواز ہے۔ مثلاً اگر فناء مسجد کے مالک نے وقف میں یہ شرط ذکر کردی کہ یہاں دوکانیں اور رہائش کے مکان نہ بنائے جائیں تو اب فناء مسجد، مسجد کے تابع ہے جس طرح مسجد میں دوکانیں اور مکان بنانا جائز نہیں اسی طرح فناء مسجد میں بھی دوکانیں اور مکان بنانا جائز نہیں ہوگا، لیکن پھر بھی اگر اہل محلّہ اس کی ضرورت محسوس کریں تو وہ فناء مسجد میں رہائش کے مکان اور دوکانیں بنا سکتے ہیں۔ جس طرح عنقریب آئے گا لیکن چونکہ واقف کی شرائط کا لحاظ ضروری ہوتا ہے اس لئے بغیر اشد ضرورت کے مسجد کے متولی اور اہلیان محلّہ کو واقف کی اجازت کے بغیر فناء مسجد میں دوکانیں اور مکان بنانے کی اجازت نہیں ہوگی اور اگر فناء مسجد کے مالک نے فناء مسجد میں خود دوکانیں اور مکان بنوا کر مسجد کیلئے وقف کئے یا دوکانیں اور مکان بنانے کی اجازت دیدی تو متولی یا اہل محلّہ کو دوکانیں اور مکان بنانے کی اجازت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

فتاوی رضویہ میں ایک سوال کہ مسجد کی زمین متولی نے شارع عام کیلئے دے دی کے جواب میں اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا ایسا کرنا حرام قطعی ہے (تا) شرع مطہر میں بلاشرط واقف تصرف کہ اسی وقف کی مصلحت کیلئے ہو وقف کی ہیت بدلنا بھی ناجائز ہے اگر چہ اصل مقصود باقی ہے، تو بالکل مقصد وقف باطل کر کے ایک دوسرے کام کیلئے کام کردینا کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔

سراج وہاج، فتاوی عالمگیری وغیرہ میں ہے:

لا یجوز تغییر الوقف من هیئته فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دوکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

فیه مصلحةالوقف (الی) علی الخصوص۔

ترجمہ: وقف کی اپنی ہیت سے تغیر جائز نہیں پس دار کو باغ اور مسافر خانہ کو حمام اور خانقاہ کو دوکان بنانا جائز نہیں مگر جب واقف یہ امر ناظر کے سپرد کردے،جس میں ناظر وقف کی مصلحت دیکھے (تا) خصوص۔کہ ایسی زمین کہ اگر عین مسجد نہیں فناء مسجد ہے۔

غنیّۃ میں ہے:

فناء المسجد هو المکان المتصل به لیس بینه و بینه الطریق۔(۴۲۱/۶)

ترجمہ: فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد کیساتھ متصل ہو اس کے اور مسجد کے درمیان راستہ نہ ہو۔

☆ معلوم ہوا اگر واقف خود اجازت دے تو فناء مسجد میں متولی یا اہل محلّہ کا دوکانیں اور مکان بنانا جائز ہے۔

اور یہ (فناء مسجد کی حرمت مثل مسجد ہے) کے منافی نہیں۔

آج کل اکثر مساجد کی صورت حال یہ ہے کہ فناء مسجد کیلئے زمین وقف کنندہ حکومت ہو یا کوئی دوسرا فرد یا ادارہ اس کی طرف سے اہل محلّہ کو عام اجازت ہوتی ہے کہ فناء مسجد کو مسجد کی آمدنی کیلئے استعمال کریں یا فناء مسجد میں امام اور مؤذن کیلئے فیملی مکان بنائیں،وضو خانہ بنائیں، باتھ رومز (Bathrooms) بنائیں۔اسی لئے اکثر مساجد کی فناء میں وضو خانے اور باتھ روم اور مکانات اور دوکانیں بنی نظر آتی ہیں۔مسجد حرام اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور سے آج تک ان مبارک مساجد کی فناء میں وضو خانے اور باتھ روم اور آئمہ کے مکانات وغیرہا بنتے رہے ہیں،اب تک باب العمرۃ اور دیگر بعض ابواب کے دائیں بائیں دوکانوں کا ہونا بھی دیکھا جاسکتا ہے اگر عالمگیری کی عبارت کا مفہوم فناء مسجد میں مطلق مکان اور دوکان بنانا ناجائز ہو تو کیا یہ سب ناجائز چلا آرہا ہے؟......نہیں بلکہ بعض علماء کو غلط فہمی ہوئی۔لہذا مذکورہ عبارت کی تاویل کرنا ہوگی اس لئے ہم نے اپنی سمجھ کے مطابق تاویل ذکر کردی کہ عدم جواز بمعنی غیر اولیٰ یا عدم جواز واقف کی شرط کی وجہ سے ہے۔

فتاوی رضویہ میں امام کے کمرہ میں عوض مالی پر تعویذ دینے کو ناجائز کہنے کی بھی یہی

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

تاویل کی جائے گی۔ کیونکہ امام کا کمرہ فناء مسجد میں ہوتا ہے اور فناء مسجد میں بیع وشراء واقف کی اجازت سے جائز ہوتی ہے بلکہ فناء مسجد میں دوکانوں کے جواز کا ذکر فتاوی رضویہ کے متعدد فتاوی میں مذکور ہے۔ مثلاً:

ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

ثانیاً علماء فرماتے ہیں دروازہ مسجد پر جو دوکانیں ہیں فناء مسجد ہیں کہ مسجد سے متصل ہیں۔

فتاوی قاضی خان پھر فتاوی عالمگیری میں ہے:

یصح الاقتداء لمن قام علی الدکانین التی تکون علی باب المسجد متصلة بالمسجد.

ترجمہ: اس شخص کی اقتداء صحیح ہے جو مسجد کے دروازہ پر دوکانوں پر کھڑا ہے جو دوکانیں مسجد کیساتھ متصل ہیں الخ۔ (۸/ ٦٦ جدید)

اس عبارت سے معلوم ہوا فناء مسجد میں دوکانوں کا ہونا جائز ہے ورنہ اعلیٰ حضرت فرماتے انکو توڑ دیا جائے اور واضح ہے دوکانوں میں بیع وشراء ہوتی ہے تو فناء مسجد میں بیع وشراء جائز ہوئی۔ جب فناء مسجد میں تاجروں کیلئے بیع وشراء جائز ہے تو بیچارے امام کیلئے عوض مالی پر اپنے کمرے میں تعویذ دینا کیوں ناجائز ہے؟۔

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف فناء مسجد میں نہیں جاسکتا ورنہ دوکانوں میں جاکر بیع وشراء معتکف کیلئے جائز ہونا لازم آئے گا دوکانوں میں جانا بالاتفاق اعتکاف کو فاسد کردیتا ہے، لہذا فناء مسجد میں اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا قول باطل ہے۔ مطلق دوکانوں کے ذکر سے معلوم ہوا دوکانیں مسجد پر وقف بھی ہوسکتی ہیں اور کسی دوسرے مالک کی بھی ہوسکتی ہیں لیکن مسجد کیساتھ اتصال کی وجہ سے وہ دوکانیں فناء مسجد میں داخل ہیں۔ فتاوی رضویہ کے اس فتوی کی روشنی میں عالمگیری کی عبارت اور امام کے عوض مالی والے فتویٰ کی تاویل کرنا ضروری ہوگا ورنہ تعارض لازم آئیگا۔

☆ پھر ایک سوال کہ دوکانوں کی چھت کی عمارت بھی مسجد میں شامل کرلی گئی، کیا شرعاً وہ چھت مسجد ہوگئی یا نہیں؟ دوم یہ کہ دوکانات مذکورہ کی چھت یا اس کے بالائی عمارت کی سقف پر معتکف جاسکتا ہے یا نہیں؟ الخ۔ کے جواب میں اعلی حضرت نے تحریر فرمایا اگر وہ دوکانیں متعلق مسجد

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

اوراس پر وقف ہیں اور مسلمانوں نے ان کی سقف کو داخل مسجد کرلیا ہے تو سقف بھی مسجد ہوگئی۔

ولا یضر کون الحوانیت تحته لکونها وقفاً علیه وجاز اخذ ملک الناس کرها بالقیمة عند ضیق المسجد فکیف بما هو وقف علیه کما فی رد المحتار. ان دوکانوں کی چھت پر اور انکی بالائی عمارت کی سقف پر معتکف جاسکتا ہے۔ لانها کانت من فناء المسجد ولا طریق فاصل بینهما وقد صارت من المسجد ۔ (فتاوی رضویہ مطبوعہ رضویہ ۴۴۸/۶)

پہلی عبارت کا ترجمہ:

''اور مسجد کے نیچے دوکانوں کا ہونا مسجد کیلئے مضر نہیں ہے کیونکہ وہ دوکانیں مسجد پر وقف ہیں اور مسجد کی تنگی کے وقت اکراہ اور جبر کیساتھ قیمت دے کر لوگوں کا ملک لینا جائز ہے پھر کس طرح اس عمارت کا لینا نا جائز ہوگا جو مسجد پر وقف ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے''۔

دوسری عبارت کا ترجمہ:

''اس لئے کہ دوکانیں فناء مسجد سے ہیں اور مسجد اور دوکانوں کے درمیان راستہ فاصل نہیں ہے حالانکہ دوکانوں کی چھت مسجد ہوگئی ہے''۔

☆ معلوم ہوا فناء مسجد میں دوکانوں کا ہونا جائز ہے اور اگر دوکانیں مسجد پر وقف ہوں تو ان کی چھت تو مسجد ہوسکتی ہے لیکن دوکانیں مسجد نہیں ہونگی اور دوکانوں کی چھت چونکہ مسجد ہوگئی ہے اس لئے دوکانوں کی چھت پر معتکف جاسکتا ہے لیکن دوکانوں کے اندر نہیں جاسکتا۔

☆ معلوم ہوا جس طرح آجکل بعض مساجد میں نیچے باتھ روم، وضو خانہ اور امام ومؤذن کے مکانات بنائے جاتے ہیں اور اوپر ان کی چھت کو مسجد بنا دیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔ لہذا اگر معتکف بغیر ضرورت باتھ روموں اور وضو خانوں اور امام ومؤذن کے مکانوں میں جائیگا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائیگا لیکن ان کی چھت پر جانے سے اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور باتھ روم اور وضو خانوں اور رہائش کے مکان فناء مسجد تو ہیں لیکن مسجد سے خارج ہیں اور مسجد کا جزو نہیں ہیں اس لئے فناء مسجد میں خروج بلاضرورت اعتکاف کو فاسد کردیگا۔ اور باتھ رومز اور وضو خانہ اور امام ومؤذن کے مکانات کی

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

چھت مسجد بنا دی گئی اس لئے چھت پر اعتکاف بیٹھنا بھی جائز اور چھت پر جانے سے اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوگا۔ سی، ویو(sea view) کی مبارک مسجد جس میں میرے بھائی حافظ محمد شریف حسنی امام ہیں اور میں نماز پڑھتا ہوں نیچے باتھ روم غسل خانے اور امام اور مؤذن اور خادم کے مکانات ہیں اور انکی چھت مسجد بنادی گئی ہے، اسی طرح بہار شریعت مسجد بہادر آباد کراچی میں نیچے دوکانیں وغیرہ بنائی گئی ہیں اور اوپر مسجد ہے لہذا بہار شریعت مسجد میں اگر معتکف چھت سے نیچے دوکانوں میں آئے گا یا مبارک مسجد کی چھت سے نیچے باتھ روم اور وضو خانہ یا امام اور مؤذن اپنے مکانوں میں اپنے بچوں کے پاس اعتکاف کی حالت میں بغیر ضرورت آئیں گے تو ان کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ نیچے فناء مسجد ہے اور اوپر مسجد ہے۔

فائدہ:۔

جب فناء مسجد، مسجد کے ارد گرد ہو سکتی ہے تو فناء مسجد، مسجد کے اوپر اور نیچے بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً خود مسجد کے واقف نے مسجد کے اوپر یا نیچے وقف سے پہلے دوکانیں یا مکان بنائے اور مسجد پر وقف کر دیئے اور درمیانی عمارت کو مسجد کر دیا تو یہ عمارت شرعاً مسجد ہو جائے گی لیکن اوپر اور نیچے فناء مسجد کہلائے گی مسجد نہیں ہوگی۔ (ردالمحتار)

☆ اسی طرح اگر مسجد کے نیچے قبرستان ہو اور اوپر مسجد ہو تو مسجد کے نیچے قبرستان میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا لیکن چھت پر اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ جیسے نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں ہے اس کے نیچے قبرستان میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، لیکن چھت مسجد ہے، چھت پر اعتکاف بیٹھنا جائز ہے چونکہ فقہاء کرام نے قبرستان کے اوپر لنٹر اور چھت ڈال کر بشرطیکہ ستونوں اور پلروں سے قبرستان کو نقصان نہ پہنچے مسجد بنانا جائز لکھا ہے، اس لئے بوقت ضرورت قبرستانوں پر مسجدیں بنانا جائز ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ تحت الثری سے عرش تک مسجد، مسجد ہوتی ہے جس طرح کعبۃ اللہ تحت الثری سے عرش تک کعبہ ہے یعنی قبلہ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ فوق اور تحت کیساتھ بندوں کے حق کا ایسا تعلق نہ رہے جو مسجد کے حقوق کے مزاحم ہو یا تو بالکل بندوں کے حق کا تعلق نہ رہے یا تعلق ہو مزاحم نہ ہو۔ قبرستان میں مردوں کے حق کا تعلق مسجد کے تحت کیساتھ ہے جو کہ مسجد کیلئے مزاحم نہیں ہے۔ لہذا قبرستانوں پر بوقت ضرورت مسجدیں بنانا جائز ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

☆ اسی سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ کے ایک استفتاء کا نقل کرنا نہایت مفید ہے لیکن اختصار کے ساتھ:۔

مسئلہ:

زید نے قبرستان قدیم اہل اسلام کو پاٹ کر ان قبروں کی چھت پر مسجد بنانا اور اسکو ایک مسجد قدیم کے صحن میں داخل کرنے کا قصد کیا ہے اور دروازہ قدیم مسجد بھی پاٹ کر ان قبروں کی چھت پر مسجد بنانا اور اس کو ایک مسجد قدیم کے صحن میں داخل کرنے کا قصد کیا ہے اور دروازہ قدیم مسجد بھی پاٹ کر اس کے نیچے دوکان یا حجرہ بنانا اور چھت کو حجرہ کرنا چاہتا ہے آیا شرعاً زید کو یہ منصب ہے اور یہ سقف قبور مسجد ہو جائے گی اور مصلی کو ثواب مسجد کا ملے گا یا نہیں۔(بینو اتوجروا عند الله)

الجواب:

دروازہ پاٹ کر اس کے نیچے دوکان بنانا ہرگز جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے:

قیم المسجد لا یجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه اورحجرہ بنانے کی اجازت ہے جبکہ زمین مسجد سے اس میں کچھ نہ لیا جائے نہ مسجد پر راہ وغیرہ کی امر کی تنگی لازم آئے اور یہ تغییر دروازہ کرنے والے خود اہل محلہ ہوں یا ان کے اذن سے ہو قاضی خان میں ہے: **لاهل محلة تحویل المسجد**۔ اور اس صورت میں حجرہ کی چھت مسجد ہو جائے گی جبکہ برضا اہل محلّہ ہے (تا) اور اس کے نیچے حجرہ ہونا کچھ منافی مسجدیت سقف نہ ہوگا قول: **بحر شرط کو نہ مسجدًا ان یکون سفله و علوه مسجدا** یہاں وارد ہوگا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جمیع جہات میں حقوق مالکانہ عباد سے منقطع ہو مصالح مسجد، توابع مسجد ہیں۔

خود بحر میں تتمہ عبارت مذکورہ یہ ہے:

لینقطع حق العبد عنه لقوله تعلی ان المساجد لله بخلاف ما اذا کان السرداب و العلو موقوفا لمصالح المسجد کسرداب بیت المقدس هذا هو ظاهر الروایة (تا) ہاں اگر زید بطور خود کاروائی بے رضا اہل محلّہ کرے تو وہ چھت مسجد نہ ہو جائے گی اور اس میں نماز اگر چہ جائز ہے مگر اس پر نماز مسجد کا ثواب نہ ہوگا (تا) رہا مسلمانوں کا قبرستان قدیم (تا) اگر وہ قابل کار نہ رہا یا اس سے استغناء ہو گیا یا وہاں دفن کی ممانعت ہوگئی یا مسجد قدیم اب مقبرہ واقع

ہے یہ بیرون مقبرہ ستون قائم کر کے اوپر کافی بلندی پر پاٹ کر (لنٹر ڈالکر) چھت کو صحن مسجد سابق سے ملا کر مسجد کر دینا چاہتا ہے اس طرح کہ زمین مقبرہ نہ رکے (ت) تو اس میں حرج نہیں (ت) اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ وہ سقف بھی مسجد ہو جائے گی اور اس میں نمازیوں کو ثواب مسجد کا ملے گا اور اس کے نیچے قبریں ہونا اس بناء پر کہ ہمارے علماء نے قبروں کی سطح بالائی کو حق میت لکھا ہے: **فی العالمگیریة عن القنية قال علاؤ الترجمانی یا ثم لوطی القبور لان سقف القبر حق االمیت** اور مسجد کا جمیع جہات میں حقوق العباد سے منقطع ہونا لازم ہے کما تقدم ہرگز مانع مسجدیت نہ ہوگا کہ اس حق سے مراد کسی کی ملک یا وہ حق مالکانہ ہے جس کے سبب وہ اسکے تصرف سے مانع آسکے کہ جب ایسا ہوگا تو خالص لوجہ اللہ نہ ہوئی اور مسجد کا خالص لوجہ اللہ ہونا ضروری ہے (ت) **بخلاف ما اذا کان السرداب اوالعلو موقوفا لمصالح المسجد فانه یجوز ذالک اذ لا ملک لاحد فيه ا ھ** (ت) نہر عام کی طرح نہر خاص کا جزو یہ گزرا کہ اس کے اوپر پاٹ کر مسجد بنا دینا جائز ہے جبکہ ان کی نہر کو کوئی ضرر نہ پہنچے نہ وہ مانع آئیں تو اوپر مسجد ہے اور نیچے نہر بہتی ہے جس میں خاص قوم کا حق مالکانہ ہے مگر از ان جا کہ اس کے حق میں کوئی تصرف نہ کیا نہ انہیں بالائے نہر اس پٹی ہوئی عمارت میں نماز سے ممانعت پہنچتی ہے کہ ان کا حق نہر میں ہے نہ کہ ہوا میں وہ مسجد صحیح اور جائز ہو گئی بلکہ حق مالکانہ در کنار خاص زمین مسجد جس پر عمارت بنا کر مسجد کیگئی اگر ملک غیر ہو مگر اسے حق مزاحمت اصلاً نہ رہا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ خالی عمارت بھی مسجد ہو جائے گی۔ (فتاوی رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ ۳۹۹ تا ۴۰۱ جلد ۶)

☆ فتاوی رضویہ سے طویل عبارت نقل کرنے کی غرض یہ ہے کہ ہم نے جو عالمگیری کی مذکورہ عبارت کی تاویل ذکر کی ہے کہ انفرادی عمل سے مسجد میں تغییر ممنوع ہے اور اہل محلہ کو اجازت ہے وہ صحیح ہے ذکر کردہ فتوی میں فناء مسجد میں امام کے کمرہ کو جائز لکھا حالانکہ عالمگیری کی عبارت میں دوکان اور مکان دونوں کا عدم جواز مذکور ہے۔ ثابت ہوا کہ عدم جواز بمعنی غیر اولی ہے یا پھر زید کی انفرادیت کی وجہ سے عدم جواز ہے۔

☆ یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل محلہ کو مسجد کے مفاد میں بعض تصرفات کی اجازت ہے۔

☆ معلوم ہوا کراچی اور دیگر شہروں میں گٹر اور سیورج نالوں پر بنائی گئی مساجد بھی شرعی مساجد ہیں بشرطیکہ حکومت کی طرف سے شرعاً مزاحمت نہ ہو۔ کیونکہ حکومت کی اجازت کی وجہ سے

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

حقوق العباد مسجد کے مزاحم نہیں ہونگے اور جس طرح قبرستان میں مسجد کے نیچے قبروں میں گلی سڑی ہڈیاں اور اجسام کا ہونا مسجدیت کے منافی نہیں، اسی طرح نجس پانی کے نالے کا مسجد کے نیچے ہونا مسجدیت کے منافی نہیں، کیونکہ اوپر اور نیچے مسجد کے ہونے کا مفہوم یہ نہیں کہ نیچے نجس نالے نہیں ہو سکتے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسجد کے نیچے اور اوپر کسی بندے کے ایسے حق کا تعلق نہ ہو جو مسجد میں نماز ادا کرنے کے مزاحم ہو۔ اور یہی حکم کراچی اور دیگر شہروں کی ان مسجد کا ہے جن کے کچھ حصہ میں نیچے باتھ روم اور غسل خانہ بنے ہوئے ہیں، لوگ پیشاب اور غسل کرتے ہیں لیکن اوپر چھت مسجد بنادی گئی ہے یا نیچے امام اور مؤذن کے مکان ہیں ان میں باتھ روم وغیرہ موجود ہیں اور ان میں ازدواجی عمل بھی ہوتا رہتا ہے، یا نیچے مسجد پر وقف دوکانیں ہیں یا کرایہ پر مکانات ہیں لیکن چھت مسجد بنادی گئی ہے تو سب مساجد شرعی مساجد ہونگی۔ اور ان میں نماز کا ثواب مسجد کا ہوگا اور ان میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہوگا۔

فائدہ:۔ آجکل بلند وبالا رہائشی فلیٹوں اور پلازوں میں رہائش کا رواج ہے ایک ایک فلیٹ یا پلازہ میں بیسیوں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں افراد رہائش پزیر ہوتے ہیں۔ ان پلازوں کے تہہ خانوں یا کسی منزل پر نماز کیلئے مسجد بنادی جاتی ہے، اور اس میں رہائش کنندگان سے کسی ایک بلکہ مالک کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق مزاحم نہیں رہتا اور وہ کسی کو منع نہیں کرسکتا۔ مالک فلیٹ فروخت کردیتا ہے اور چلا جاتا ہے اور شرکاء میں سے کسی ایک کو مسجد کے معاملات میں مالکانہ حقوق کیساتھ تصرفات کے اختیارات نہیں ہوتے۔ لہذا پلازوں اور فلیٹوں میں بنائی گئی مساجد فتاوی رضویہ کے مذکورہ فتوی کی روشنی میں شرعی مساجد ہونگی اور ان میں نماز ادا کرنے کا ثواب، مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملے گا اور ان میں اعتکاف مسنون بھی جائز ہوگا۔ اپنے پہلے تحقیق کے بعد مسلمانوں کیلئے آسانی کے پیش نظر ہم نے اس فتوی سے رجوع کرلیا ہے، جس میں ہم نے ایسی مساجد کو شرعی مساجد قرار نہیں دیا تھا۔ کیونکہ دین میں یسر ہے۔

☆ گذارش:۔

وہ علماء کرام جو فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف کو فاسد نہیں کہتے اور فتاوی رضویہ کا حوالہ دیتے ہیں ان کا اس معاملہ میں کیا جواب ہوگا کہ مسجد کے نیچے پانی کی نہر ہے یا قبرستان

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ☆ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے

ہے یا امام اور مؤذن کا فیملی کمرہ ہے اور ان کے فناء مسجد ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ہے، کیا معتکف پانی کی نہر میں غسل کرتا رہے اور قبرستان میں فاتحہ خوانی کیلئے اسے اجازت ہے کیا امام یا مؤذن اعتکاف کی حالت میں اپنے کمروں میں بلاضرورت جاسکتے ہیں؟فیا للعجب. کیا فتاوی رضویہ یا فقہ کی کسی کتاب میں جواز کی روایت موجود ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں اپنے قول سے رجوع کر لینا چاہیے۔

☆ دوسری جگہ فتاوی رضویہ میں ہے: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ نمازیان مسجد کی رائے ہے کہ صحن مسجد کی توسیع کیلئے دوکانات متعلقہ مسجد کی چھت پر ایک کمرہ تعمیر کیا جائے تاکہ اوپر کی چھت پر مسجد کا صحن ہو جائے اور نیچے اس کے ایک کمرہ ہو جائے مسجد بہت اونچی ہے جب دوکانوں پر کمرہ بنے گا تو کمرے کی چھت صحن مسجد سے برابر ملے گی اس طرح توسیع صحن کرنا جائز ہے یانہیں؟۔بینوا وتوجروا

الجواب: جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور مسجد جب بھر جائے تو اس کی چھت پر پڑھنے والوں کو بھی مسجد ہی کا ثواب ملے گا اگر وہ کمرہ صرف وقف علی المسجد رہے۔(۶/۴۸۶ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

اس فتوی سے معلوم ہوا مسجد کیساتھ دوکانیں فناء مسجد ہوسکتی ہیں،لہذا مسؤلہ دوکانیں فناء مسجد میں داخل ہیں لیکن ان میں معتکف نہیں جاسکتا اور ان کی چھت مسجد ہے اس میں معتکف جاسکتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا فناء مسجد صرف مینارۃ اور مسجد کی دیوار نہیں ہے بلکہ بہت کچھ ہے۔ کما مر غیر مرۃ

☆ مسجد شہید کر کے دوبارہ نیچے دوکانیں بنانے اور اوپر مسجد بنانے کے جواب میں فتاوی رضویہ میں ہے:۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں وہ دوکانیں قطعی حرام اور وہ بالا خانہ بھی قطعی حرام ہیں وقت بنائے مسجد قبل تمام مسجدیت نیچے مسجد کیلئے دوکانیں یا اوپر امام کیلئے بالا خانہ بانی بنائے اور اس کے بعد اسے مسجد کرے تو جائز ہے اور اگر مسجد بنا کر بنانا چاہے اگر چہ مسجد کی دیوار کا اسارا اس میں لے اور کہے میری پہلے سے یہ نیت تھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اس عمارت کو ڈھادیں گے۔(۶/ ۴۴۵)

☆ چونکہ مسجد شہید کر کے دوبارہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد بنانا واقف کی غرض کے خلاف ہے اس کی غرض نیچے اور اوپر مسجد ہونا تھی اور دوکان ایک مستقل دائمی عمارت ہوتی ہے اور اس میں بیع و

شراء کی وجہ سے کما حقہ مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا اس لئے شہید شدہ مسجد کے نیچے دوکانیں بنانا اہل محلّہ کیلئے بھی جائز نہیں مگر جب مسجد کی عمارت اور مسجد کو آباد رکھنے کیلئے اشد ضرورت ہو تو ایسا کرنا جائز بھی ہو جائے گا۔ اور امام کیلئے بالا خانہ عارضی کمرہ جس کا وجود دائمی نہیں ہوتا اس کیلئے اہل محلّہ کو اجازت ہونی چاہیے، ہم اہل محلّہ کے اختیارات ذکر کر چکے ہیں۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں فتاوی رضویہ میں جواب دیا گیا: ''باقی چیزیں مثلاً لمپ، فرش، دری، چٹائی اور یوں ہی بتی اگر اس سے مراد خالی شمع دان ہو اگر چہ اپنی ذات میں قابل اجارہ ہیں مملوک ہوں تو مالک اجارہ پر دے سکتا ہے کرایہ پر دینے کیلئے وقف ہوں تو متولی دے سکتا ہے مگر وہ جو مسجد پر اس کے استعمال میں آنے کیلئے وقف ہیں انہیں کرایہ پر دینا حرام، لینا حرام۔ کہ جو چیز جس غرض کیلئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے اگر وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدہ کیلئے ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاتباع ہے (تا) ہاں اگر مسجد کو حاجت ہو مثلاً مرمت کی ضرورت ہے اور روپیہ نہیں تو بجبوری اس کا مال اسباب اتنے دنوں کرایہ پر دے سکتے ہیں جس سے وہ ضرورت رفع ہو جائے جب ضرورت نہ رہے ناجائز ہو جائے گا۔

خلاصہ جلد ۲/ ۵۷۰ پر ہے:

> **ولايواجر فرس السبيل الا اذا احتيج الى النفقة فيواجر بقدر ما ينفق وهذه المسئلة دليل على ان المسجد اذا احتاج الى النفقة تواجر قطعة منه بقدر ماينفق عليه۔** (فتاوی رضویہ)

ترجمہ: وقف فی سبیل اللہ گھوڑے کو اجرۃ پر نہ دیا جائے مگر جب نفقہ کیلئے احتیاجی ہو پس اسے اجرۃ پر دیا جائے اتنے وقت کیلئے جتنا وقت نفقہ کی حاجت ہو اور یہ مسئلہ دلیل ہے اس امر پر کہ جب مسجد نفقہ کیلئے محتاج ہو اس مسجد کا ایک حصہ اجرۃ پر دیا جاسکتا ہے بقدر اس کے جو اس پر خرچ ہو۔

☆ جب ضرورت کے وقت خود مسجد کے کسی حصہ کو بقدر نفقہ اجرت پر دینا جائز ہے تو شہید شدہ مسجد کے تحت دوکانیں مسجد کے نفقہ کیلئے بنانا بھی جائز ہونا چاہیے، ہاں اگر ضرورت نہ ہو تو بنانا ناجائز ہوگا۔ (محمد رفیق الحسنی)

☆ پہاڑی اور دیہاتی علاقوں میں مسجد کے نفقہ کیلئے کوئی انتظام نہیں ہوتا مثلاً آٹھ ۸ اکتوبر

٢٠٠٥ء کے زلزلہ میں ہم نے خود جاکر مشاہدہ کیا کہ کشمیر میں متعدد اضلاع مظفر آباد اور باغ اور نیلم وغیرہ میں متعدد مسجدیں شہید ہوگئیں۔اسی طرح سرحد میں مانسہرہ اور بالاکوٹ اور راولاکوٹ اور بٹگرام میں زلزلہ کی وجہ سے اکثر مساجد زمین بوس ہوگئیں ہیں اور ان علاقوں میں شدید برف باری اور سردی کی وجہ سے مسجدوں اور مدرسوں کی عمارت کا ہونا ضروری ہے تاکہ سردی سے محفوظ رہا جاسکے پورے پورے شہر زمین بوس ہوگئے ہیں،لاکھوں لوگ مر گئے ہیں اور لاکھوں لوگوں کے مکانات منہدم ہوگئے ہیں جب وہاں زندہ بچ جانے والے لوگوں کیلئے اپنے مکانات کیلئے پیسے نہیں ہیں تو وہ مساجد کیسے بنائیں گے۔لہذا متاثرہ غریب علاقوں میں اگر مسجد پر وقف املاک کو یا مسجد کے کچھ حصہ کو کچھ مدت کیلئے کرایہ پر دے کر مسجد کی عمارت کھڑی کر سکتے ہوں تو یہ جائز ہونا چاہیے،جب ضرورت ختم ہو کرایہ پر دی گئی جگہ واپس لے لی جائے۔اور دوبارہ تعمیر کے وقت اہل محلہ باہمی مشورہ سے مسجد کے نیچے یا اطراف میں دوکانیں بنالیں تاکہ مسجد کے اخراجات ادا ہوتے رہیں اور مسجد آباد رہے تو یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں۔کیونکہ آجکل امام اور مؤذن اور خادم کی تنخواہ اور دیگر اخراجات کیلئے نہایت غریب علاقوں میں اہل محلہ چندہ دینے کی طاقت نہیں رکھتے اور مسجد کو آباد رکھنا فرض ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے دوبارہ تعمیر کے وقت اہل محلہ کو حسب ضرورت تغییر اور تبدیل کی اجازت ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

☆ فتاوی رضویہ میں ہے کہ ایک مسجد کی توسیع اور رخ صحیح کرنے کیلئے دوسرے شخص کے مکان کا کچھ حصہ مسجد میں آتا ہے وہ شخص مسجد کیلئے اس حصہ کو وقف کرنے کیلئے تیار ہے لیکن وہ کہتا ہے تعمیر مسجد جو اوپر بنے گی نیچے کے قطعہ مثلث کو اس کو دوامی طور پر کرایہ یا چانٹی پر دے دیا جائے تاکہ وہ شخص نیچے نیچے تعمیر کر سکے۔اس کے جواب میں فرمایا: وہ شخص اپنا خاص جزو مکان اس مسجد کے نام وقف کرے اور وقف نامہ رجسٹری کرادے پھر مصارف مسجد کیلئے یہ خاص ٹکڑا اس شخص کو اجرت مثل پر اجارہ میں دے دیا جائے اور ہر تین سال بعد کرایہ نامہ کی تجدید کرائی جائے۔(٥٣٣/٦)

معلوم ہوا مسجد کے اوقاف کو اجرۃ پر دینا جائز ہے لہذا اگر کہیں کسی فقہ کی کتاب میں مسجد کے اوقاف کو اجرۃ پر دینا یا فناء مسجد کو اجرۃ پر دینا ممنوع لکھا ہو تو اس کی تاویل کرنا ہوگی۔

☆ ہماری گفتگو کا موضوع فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف کا فساد تھا،بعض علماء نے فتاوی رضویہ اور عالمگیری کی سابقہ عبارت سے عدم فساد پر استدلال کیا تھا۔اس لئے ہم نے فتوی

رضویہ اور عالمگیری کی عبارت کی توضیح ذکر کردی کہ ان عبارتوں کا اعتکاف کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔

☆ نیز ہماری طرف سے ذکر کردہ توضیحات کی فتاوی رضویہ کے فتاوی میں سے درج ذیل فتوون سے بھی تائید ہوتی ہے۔ایک سوال کے جواب میں اعلی حضرتؒ فرماتے ہیں ”عمرو (واقف) اور اس کے متعلقین بھی ضرور ایام حاضری بارگاہ عالی میں ان میں مقیم ہو سکتے ہیں کوئی ان کو بلاوجہ شرعی اس سے منع نہیں کرسکتا کہ یہ ازقبیل مسجد ومقبرہ ورباط (خانقاہ) وقنطرہ (پل) وحوض وسقایہ ہے جس سے غنی وفقیر واقف وغیر واقف سب حسب شرط وقف متمتع ہو سکتے ہیں (تا) ہاں ان کو مسکن اور موطن دوام بنانے کا نہ عمرو کو اختیار ہے نہ کسی فقیر وغیرہ کو کہ زمین وعمارت دونوں کے مقصد کے خلاف ہے (تا) اور (عوام کیلئے وقف شدہ) زمین پر اس (عمرو بانی عمارت) کو اپنی تقدیم اور ترجیح کا کوئی حق نہیں نہ دواماً نہ کسی وقت خاص کیلئے مثلاً موقف عرفات میں کوئی شخص ایک حجرہ بنائے کہ جس سال یہ حج کو جائے دوسرا وہاں وقوف نہ کرسکے اس کی ہرگز اجازت نہیں ہوسکتی۔امام طحاوی شرح معانی الآثار پھر علامہ اتقانی غایۃ البیان شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

المسجد الحرام لایجوز لاحد ان یتبنی فیه بناء ولا ان یحتجر منه موضعا و کذالک حکم جمیع المواضع التی لا یقع لاحد فیها ملک وجمیع الناس فیه سواء (تا) قالت قلت یا رسول الله الا نتخذ لک بمنٰی شیئاً نستظل فیه فقال یا عائشة انها مناخ لمن سبق فهذا حکم مواضع التی فیها الناس سواء ولا ملک لاحد علیها الخ۔(۶/۳۴۵ فتوی رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

ترجمہ: مسجد حرام میں کسی کیلئے عمارت اور کسی جگہ حجرہ بنانا جائز نہیں، اسی طرح ان تمام جگہوں کا حکم ہے جن میں کسی کا ملک نہیں ہے اور سارے لوگ اس میں برابر ہیں (تا) ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ ہم منٰی میں ایسی شی بنادیں جس سے ہم سایہ حاصل کرتے رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہؓ بیشک منٰی ہر اُس شخص کے بیٹھنے کی جگہ ہے جو پہلے آئے لہذا تمام ایسے مواضع کا حکم جس میں سارے لوگ برابر ہوں اور اس میں کسی کا ملک نہ ہو یہی ہے۔

☆ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ☆

☆ فتاوی رضویہ کی عبارت ''ان کو مسکن اور موطن دوام بنانے کا نہ عمرو (واقف) کو اختیار ہے نہ کسی فقیر کو'' اور ''نہ دواماً نہ کسی وقت خاص کیلئے'' میں ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ہم نے ''سکنی'' اور ''بیت'' کے الفاظ سے مستقل اور دائمی مکان مراد ہونا ذکر کیا تھا اس لئے ہمارے خیال میں فقہی عبارات میں مسجد یا فناء مسجد میں مسکن اور گھر بنانے کے ناجائز ہونے سے دائمی مسکن اور گھر بنانا ہے عارضی کمرے جس طرح آج کل اکثر مساجد میں معمول ہے یہ جائز ہیں بلکہ مسجد کی تمامیت کے بعد بھی اہل محلّہ کو عارضی مکانات بنانے کا اختیار ہے۔

☆ عالمگیری کی عبارت کی توضیح ہم نے اس لئے ذکر کردی کیونکہ بعض حضرات نے اس عبارت سے غلط مفہوم اخذ کر کے فناء مسجد میں اعتکاف کے فاسد نہ ہونے پر استدلال کیا تھا۔اب، ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ فناء مسجد بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔

☆ بعض علماء نے بلاضرورت فناء مسجد جانے سے اعتکاف کے عدمِ فساد پر فتاوی رضویہ کے درج ذیل فتوی سے بھی استدلال فرمایا ہے۔اس فتوی میں طویل سوال وجواب مذکور ہیں لیکن ہم اختصار کیساتھ موضوع سے متعلق سوال وجواب لکھنے کی جسارت کرتے ہیں تاکہ قارئین خود فیصلہ کرسکیں۔

سوال ذکر کرنے سے پہلے ....واضح ہو کہ احناف کے نزدیک فجر کی جماعت کے قائم ہوجانے کے بعد فجر کی سنتوں کے پڑھنے کے مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ اگر سنتیں پڑھنے سے جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سنتیں چھوڑ دیجائیں اگر سنت پڑھ کر جماعت کے مل جانے کا گمان ہو تو سنت پڑھ لینا چاہیے بہتر یہ ہے کہ سنت مسجد سے خارج پڑھی جائے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو صفوں کے پیچھے خارجی دروازہ کے اندر یا دائیں اور بائیں پڑھ لی جائے ہمارے نزدیک مسجد میں قائم صفوں کے برابر سنتیں ادا کرنا سخت مکروہ ہیں لیکن صفوں کے پیچھے مسجد کے اندر صحن یا آگے فاصلہ پر دیوار کی آوٹ مسجد میں سنتیں ادا کرنے میں قدرے کراہت کم ہے اور مسجد سے خارج سنتیں ادا کرنے میں کراہت نہیں ہے۔(کتب فقہ)

شوافع کے نزدیک فجر کی جماعت کھڑی ہوجانے کے بعد سنت ادا کرنا جائز نہیں نہ مسجد میں اور نہ مسجد سے باہر ان کی دلیل درج ذیل ہے:۔

حدیث شریف بھی ہے: اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ۔

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں احناف کے قول پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سنتیں

ادا کرنے کے عمل سے بھی استدلال کیا جس کی تفصیل آپ فتاوی رضویہ کے سوال و جواب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسجد ہے جس کے احاطہ میں چار ۴ کمروں پر مشتمل مدرسہ ہے فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد فجر کی سنت مسجد سے خارج پڑھنے کے حوالہ سے سوال ہوتا ہے "سائل کہتا ہے مگر از روئے اس مسئلہ فقہیہ کے کہ جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتیں فجر کی خارج از مسجد ادا کی جائیں ہم کو عمدۃ موقع حاصل ہے کہ مسجد سے ملحق چہار طرف مسجد کے چار کمرے مدرسہ کے ہیں اس طرح سے کہ فرش سے فرش ملا ہے حد فاصل مابین مسجد و مدرسہ کے صحن و فصیلیں ہیں جو ایک ہاتھ تخمینا چوڑی اور ایک بالشت اونچی ہیں اور یہ جملہ مکانات مسجد اور مدرسہ ایک احاطہ کے اندر ہیں اگر ہم ایک صف خواہ چٹائی صحن مدرسہ میں یا کسی کمرہ مدرسہ میں ملحق صحن مسجد کے واسطے ادائے سنتوں فجر کے بچھادیں اور وہ لوگ جو پیچھے آتے ہیں طہارت حاصل کر کے اس چٹائی جو مدرسہ میں خارج از مسجد بچھی ہے سنتیں ادا کر کے شریک جماعت ہوتے جائیں تو سنتیں بھی حسب قاعدہ شرعیہ ادا ہوں اور نمازیوں کی بھی سہولت کا باعث ہوں۔ مسئولہ صورت پر زید نے اعتراض کیا کہ نمازی جب مسجد کی فصیل پر وضو کریگا تو سنتیں پڑھنے کیلئے مسجد سے گزر کر مدرسہ میں جائے گا تو بعد اذان مسجد سے خروج کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔ دوسرا اعتراض اس کا یہ ہے مدرسہ میں ننگے پیروں سے طالب علم چلتے پھرتے ہیں پھر انہی ننگے پیروں کیساتھ غسل خانہ وغیرہ جاتے ہیں تو مدرسہ کے فرش کا نجس ہونا محتمل ہے، لہذا مدرسہ میں سنتیں ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں اعتراض جس مسجد کے حوالہ سے ہیں اس مسجد کے متعلق سائل یہ بھی کہتا ہے کہ "پانی لینے کا کنواں اور سقاوے اور پاکی حاصل کرنے کا غسل خانہ یہ سب احاطہ مسجد کے اندر ہیں مگر یہ مسجد کی فصیلوں سے باہر ہیں"۔

☆ فتاوی رضویہ میں اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "زید کے دونوں اعتراض باطل اور بے معنی ہیں مسجد سے بے نماز پڑھے باہر جانا دو شرط سے ممنوع ہے ایک یہ کہ وہ خروج بے حاجت ہو ورنہ بلا شبہ جائز ہے (تا) دوسرا یہ ہے کہ خروج سے جماعت میں واپسی کا ارادہ نہ ہو (تا) یہاں دونوں شرطوں سے ایک بھی متحقق نہیں۔ سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کی حاجت شرعی ہونا بھی ظاہر اور قصد رجوع بھی بدیہی تو عدم جواز و حصول گناہ کا حکم صریح باطل قطعی (تا) بعینہ یہی صورت سیدنا عبداللہ ابن عمر فاروق اعظمؓ سے ثابت ہے کہ ایک روز وہ ایسے وقت میں تشریف لائے

کہ جماعت فجر قائم ہو چکی تھی انہوں نے ابھی سنتیں نہ پڑھی تھی ان کی بہن ام المومنین حفصہؓ کا حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا جس کا دروازہ عین مسجد میں تھا وہاں چلے گئے اور سنتیں حجرہ میں پڑھ کر پھر مسجد میں آکر شامل جماعت ہوئے۔ امام اجل ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

حدثنا علی ابن شیبة ثنا الحسن بن موسی ثنا شیبان ابن عبد الرحمٰن عن یحی ابی کثیر عن زید بن اسلم عن ابن عمرؓ انه جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل الصلوة الصبح فصلا هما فی حجرة حفصهؓ ثم انه صلی مع الامام ففی هذا الحدیث عن ابن عمرؓ انه صلا هما فی المسجد لان حجرة حفصةؓ من المسجد۔

بلکہ جب کہ وہ مدارس متعلق مسجد حدود مسجد کے اندر ہیں ان میں اور مسجد میں راستہ فاصل نہیں ہے صرف ایک فصیل سے صفوں کا امتیاز کردیا ہے اوران میں جانا مسجد سے باہر جانا نہیں یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز کہ وہ گویا مسجد ہی کا قطعہ ہے۔

و هذا ما قال الامام الطحاوی ان حجرة ام المئومنین من المسجد الخ۔ (۱/۷_۴۵۲۱ فتاوی رضویہ جدید)

☆ اس جواب سے بعض حضرات فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ ہم اس استدلال کے جواب سے پہلے امام ابوجعفر طحاویؒ کی روایت کردہ احادیث نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین کیلئے کوئی اشتباہ نہ رہے۔

امام ابوجعفر طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عمر کی جماعت کے قیام کے وقت صبح کی سنتیں ادا کرنے کی چار روایتیں ذکر فرمائیں۔

پہلی روایت ابی مجلز سے ہے:

قال دخلت المسجدفی صلوة الغداة مع ابن عمر وابن عباس والامام یصلی فاماابن عمر فدخل فی الصف واما ابن عباس فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمرمکانه حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

ترجمہ: ابی مجلز نے کہا میں صبح کی نماز میں ابن عمر اور ابن عباس کیساتھ مسجد میں داخل ہوا اور امام نماز پڑھا رہا تھا لیکن ابن عمر صف میں داخل ہو گئے اور ابن عباس نے دو رکعت سنت مسجد میں ادا کیے، پھر امام کیساتھ نماز میں داخل ہو گئے، جب امام نے سلام کیا ابن عمرؓ اپنی جگہ بیٹھے رہے حتی کہ سورج طلوع ہوا پس آپ نے دو رکعت سنت ادا فرمائیں۔

دوسری روایت:

عن محمد ابن کعب قال خرج عبد الله ابن عمر من بیته فاقیمت صلوة الصبح فرکع رکعتین قبل ان ید خل المسجد و هو فی الطریق ثم دخل المسجد فصلی الصبح مع الناس۔

ترجمہ: محمد ابن کعب نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمر اپنے گھر سے نکلے پس صبح کی نماز قائم کر دی گئی آپؓ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے دو رکعت راستے میں ادا کیں پھر مسجد میں داخل ہوئے اور صبح کی نماز لوگوں کیساتھ ادا فرمائی۔

تیسری روایت:

قال سمعت نافعا یقول ایقظت ابن عمر لصلوة الفجر و قد اقیمت الصلوة فقام فصلی الرکعتین الخ۔

ترجمہ: مالک نے کہا میں نے نافع سے سنا انہوں نے کہا میں نے ابن عمر کو فجر کی نماز کیلئے جگایا جب کہ نماز قائم ہو چکی تھی آپ اٹھے اور دو رکعت ادا فرمائیں۔

چوتھی روایت:

عن زید بن اسلم عن ابن عمر انه جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل صلوة الصبح فصلا هما فی حجرة حفصة ثم انه صلی مع الامام۔

ترجمہ: زید بن اسلم نے روایت کیا ابن عمر سے بے شک وہ آئے اور امام صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابن عمر نے صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں

پڑھی تھیں پس ابن عمر نے دو رکعتیں (ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنھا)
کے حجرہ میں ادا کیں اور پھر امام کیساتھ نماز پڑھی۔

اس روایت کے بعد امام ابو جعفر فرماتے ہیں:۔

ففی هذا الحديث عن ابن عمر انه صلاهما فی المسجد لان حجرة حفصة من المسجد فقد وافق ذالک ما ذکرناه عن ابن عباس رضی الله عنه۔

ترجمہ: پس اس حدیث میں ابن عمر سے یہ ہے کہ انہوں نے دو سنتیں مسجد میں ادا کیں کیونکہ ام المؤمنین سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنھا کا حجرہ مسجد سے ہے پس یہ اس روایت کے موافق ہے جو ہم نے ابن عباس سے روایت کی۔(۱/۱۔۲۲۰ معانی الآثار)

☆ صبح کی سنتوں کے متعلق احناف کی تائید میں امام ابو جعفر طحاویؒ نے اپنی کتاب میں متعدد احادیث ذکر فرمائیں، ان میں سے مذکورہ چار روایتیں بھی ذکر فرمائیں۔

☆ احناف کے نزدیک صبح کی سنتوں کے متعلق ہدایہ میں ہے:

و من انتهى الى الامام فی صلوة الفجر و هو لم يصل ركعتى الفجر ان خشی ان تفوته ركعة و يدرک الاخرى يصلی ركعة الفجر عند باب المسجد ثم يدخل (الى) والتقييد بالاداء عند باب المسجد يدل على الكراهة فی المسجد اذا كان الامام فی الصلوة۔

ترجمہ: اور جو شخص فجر کی نماز میں امام تک پہنچے اور اس نے فجر کی دو رکعت نہ پڑھیں ہوں اگر وہ گمان کرتا ہے کہ اس کی ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری پالے گا تو فجر کی سنت مسجد کے دروازہ کے نزدیک پڑھے الخ۔

فتح القدیر میں ہے مسجد کے دروازہ کے نزدیک قید لگانے کی اس امر پر دلالت ہے کہ مسجد میں سنت ادا کرنا مکروہ ہیں جب امام نماز میں ہو۔(باب ادراک الفریضۃ ۲/۴۱۴۔ ۷ فتح القدیر مع ہدایہ)

فتح القدیر میں ہے:

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

(قوله والتقييد بالاداء عند باب المسجد)لما روى عنه صلى الله عليه وسلم اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ولا نه يشبه المخالفة للجماعة وا لانتباذ عنهم و على هذا ينبغى أن لا تصلى فى المسجد اذا لم يكن عند باب المسجد مكان لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة غير ان الكراهته تتفاوت فان كان الامام فى الصيفى فصلاته ايا ها فى الشتوى اخف من صلا تها فى الصيفى و قلبه و اشد ما يكون كراهةان يصليها مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة.(۴۱۶)

ترجمہ: مسجد کے دروازہ کے نزدیک سنت ادا کرنے کی تقیید کا قول اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی جب نماز قائم کردی جائے تو کوئی نماز نہیں مگر فرض نماز اور اس لئے کہ سنت پڑھنے سے جماعت کی مخالفت اور نمازیوں سے دور ہونے کی مشابہت ہوگی اور اس بنیاد پر پس مناسب ہے کہ سنت مسجد میں نہ پڑھی جائیں۔جب مسجد کے دروازہ کے نزدیک جگہ نہ ہوکیونکہ مکروہ کا ترک سنت کے ادا کرنے پر مقدم ہوتا ہے مگر کراہت مختلف ہوتی ہے۔پس اگر امام صیفی (open) مسجد میں ہوتو اس شخص کا شتوی (چھت والی) مسجد میں سنت ادا کرنا صیفی مسجد میں سنت ادا کرنے سے کراہت میں کم ہے اور اسی طرح اس کا عکس اور شدید تر کراہت اس وقت ہوتی ہے کہ آدمی سنت ادا اس طرح کرے کہ صف کیساتھ ملا ہوا ہو جس طرح جاہل لوگ اکثر کرتے ہیں۔

احناف کے نزدیک جس طرح سنت کا مسجد سے باہر ادا کرنے کا حکم ہے شاید حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا مذہب بھی یہی تھا کہ جماعت کے قیام کے وقت صبح کی سنت مسجد سے باہر ادا کی جائیں۔جیسے ابی مجلز کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسجد میں سنت ادا نہیں فرمائیں بلکہ جماعت میں شریک ہوکر سنت سورج کے طلوع کے بعد ادا فرمائیں۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

وقالت طائفة يقضيهما بعد طلوع الشمس روی ذالک عن ابن عمر الخ۔

ترجمہ: ایک جماعت کہتی ہے فجر کی سنت سورج کے طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جائیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت کیا گیا ہے۔ (۲۱۷/۷ مکتبہ دارالفکر)

احناف کے نزدیک سنت ادا کرنے کا حکم آپ پڑھ چکے ہیں شاید حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف بھی یہی ہے کہ صبح کی فرضوں کی جماعت قائم ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کیلئے آئے اگر وہ سمجھتا ہے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد جماعت مل جائے گی تو وہ مسجد سے خارج یا مسجد میں دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ سنت چھوڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔ امام محمد کے نزدیک اگر سنت نہ پڑھ سکے تو سورج کے طلوع ہونے کے بعد زوال تک سنت قضا کرے ورنہ قضا نہ کرے اور شیخین کے نزدیک سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ جماعت کے قیام کے وقت مسجد میں سنت ادا کرنے کے جواز پر امام طحاوی نے دیگر صحابہ کرام کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے اور اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں اس موضوع پر چار روایتیں ذکر فرمائیں جو کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

☆ اہل علم پر واضح ہے کہ ان روایات سے مسجد میں سنت ادا کرنے پر استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان روایات سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ قیام جماعت کے وقت دو ۲ رکعت سنت ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے لیکن ان روایات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قیامِ جماعت کے وقت مسجد شرعی میں بھی سنت ادا کرنے کو جائز سمجھتے تھے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے قیام کے وقت آپ مسجد میں سنت ادا کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ لہذا مسجد میں سنت ادا کرنے پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے عمل سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ مثلاً ابی مجلز کی روایت میں ہے کہ:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ تو مسجد میں دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو گئے لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ بغیر سنت ادا کئے جماعت میں شریک ہو گئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ بیٹھے رہے سورج کے طلوع ہونے کے بعد آپ نے دو ۲ رکعت سنت قضا فرمائیں۔

اگر آپ کے نزدیک بھی مسجد میں سنت ادا کرنا جائز ہوتا تو آپ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی طرح پہلے سنت ادا فرماتے پھر جماعت میں شریک ہوتے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ: آپ نے مسجد سے باہر راستہ میں سنت ادا فرمائیں اور جماعت میں شریک ہوگئے۔

تیسری روایت یہ ہے کہ: آپ سنت ادا کر کے جماعت میں شریک ہوگئے۔

چوتھی روایت یہ ہے کہ: آپ نے اپنی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدۃ حفصۃؓ کے حجرہ مبارک میں جا کر سنت ادا فرمائیں اور پھر جماعت میں شریک ہوگئے آپ نے مسجد میں سنت ادا نہیں فرمائیں بلکہ حجرہ مبارکہ میں سنت ادا فرمائیں۔اگر آپ کے نزدیک مسجد میں سنت ادا کرنا جائز ہوتا تو آپ مسجد عبور کر کے حجرہ مبارکہ میں تشریف نہ لے جاتے بلکہ مسجد میں صفوں کے پیچھے سنت ادا کر کے جماعت میں شریک ہوجاتے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام طحاویؒ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مبارکہ مسجد کا حصہ تھا لہذا حضرت عبداللہؓ نے مسجد میں سنت ادا فرمائیں اور مسجد میں جماعت کے قیام کے وقت سنت ادا کرنا ثابت ہوگیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاویؒ کا فرمانا کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مسجد کا جزو تھا ظاہر ہے آپ کی مراد شرعی مسجد نہیں ہوسکتی بلکہ آپ کی مراد مسجد سے متصل مکان ہے کیونکہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ اور دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کے مبارک حجرے ۸۸ھ میں مسجد میں شامل کئے گئے،حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ گورنر مدینہ نے امہات المؤمنینؓ کے حجروں کو مسجد کے احاطہ میں داخل فرمایا ۸۸ھ سے پہلے تمام حجرے مبارکہ مسجد سے خارج تھے ان حجرات مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کیساتھ شب باشی فرماتے رہے۔ازواج مطہرات کا جنابت اور حیض کے ایام میں انہی حجروں میں قیام ہوتا تھا، نیز اگر ازواج مطہرات کے حجرے مسجد کا حصہ ہوں تو لازم آئے گا کہ مسجد میں جنابت کے ساتھ قیام اور مباشرت کا عمل جائز ہو نیز اگر ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مبارکہ مسجد کا حصہ اور جزو ہوتا تو پھر ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کا حجرہ بطریق اولی مسجد کا حصہ ہوتا،حالانکہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بغیر انسانی حاجت میرے حجرہ میں تشریف نہیں لاتے تھے اگر آپ کا حجرہ مسجد کا حصہ ہوتا تو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بلا ضرورت بھی حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لے جایا کرتے۔

معلوم ہوا ازواج مطہرات کے حجرے حضرت عبداللہؓ کی سنت ادا کرنے کے وقت مسجد سے خارج تھے اور امام ابوجعفر طحاویؒ کا فرمانا کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مبارک مسجد کا حصہ تھا نفس الامر کے مطابق نہیں مگر یہ کہ کہا جائے آپ کی مراد مسجد سے متصل مکان ہے۔لیکن اس وقت امام طحاویؒ کا دعوی کہ مسجد میں سنت ادا کرنا حضرت عبداللہؓ کے عمل سے ثابت ہے صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ ام المؤمنین کا حجرہ مبارک مسجد سے خارج تھا اور اختلاف مسجد شرعی میں سنت ادا کرنے میں ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی وفات ۷۴ھ میں اور ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی۔لہذا جب حضرت عبداللہؓ نے حضرت حفصہؓ کے حجرہ میں سنت ادا فرمائی تھیں اس وقت حجرے مسجد سے خارج تھے۔کیونکہ آپ نے ۷۴ھ سے پہلے حجرہ میں سنت ادا فرمائی ہونگی اور حجرات مبارک ۸۸ھ میں مسجد میں شامل کئے گئے۔

بدایہ ونہایہ میں ہے:

۸۸ھ میں دمشق سے ولید بن عبدالملک نے مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خط لکھا کہ مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید اور توسیع کی جائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مبارک حجرے مسجد کے احاطہ مین شامل کر لئے جائیں اور مسجد دوسو ۲۰۰ مربع گز بنادی جائے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ کے فقہائے کرام اور اشراف کی میٹنگ (meeting) بلائی اور ولید کے خط کے مندرجات پر مشورہ لیا تو سب نے مشورہ دیا کہ حجروں کو نہ توڑا جائے، جوں کا توں رہنے دیا جائے تاکہ بعد میں لوگ ان مبارک حجروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اپنے مکانات سادہ اور چھوٹے بنائیں۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ولید کو مدینہ منورہ کے لوگوں کی رائے سے آگاہ کیا تو اس نے سختی سے آڈر (order) جاری کیا کہ حجروں کو توڑ کر مسجد میں شامل کیا جائے۔چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حجروں کا انہدام شروع کیا تو اہل مدینہ ایسے روئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر روئے تھے۔(بدایہ ونہایہ ۱۹۷؍جلد ۶ مکتبہ دارالفکر)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ:امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہوجاتا

معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہؓ نے حجرہ میں جب سنتیں پڑھیں تھیں اس وقت حجرے مسجد سے خارج تھے۔لہذا امام طحاویؒ کی عبارت کی تاویل کی جائے گی کہ مسجد سے آپ کی مراد مسجد سے خارج مسجد سے متصل مکان ہے۔اس روایت سے ان لوگوں کے خلاف تو استدلال ہو سکتا ہے جو لوگ قیامِ جماعت کے وقت مسجد سے خارج بھی سنت ادا کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔لیکن وہ لوگ جو قیامِ جماعت کے وقت صرف مسجد کے اندر سنت ادا کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ان کے خلاف اس روایت سے استدلال نہیں ہو سکے گا۔

☆ امام ابو جعفر طحاوی کے استدلال پر تبصرہ کے بعد فتاوی رضویہ کے ذکر کردہ فتوی کی توضیح بھی ضروری ہے:۔اولاً جو اشکال امام طحاوی کی عبارت پر ہے وہی فتاوی رضویہ پر ہے۔

ثانیاً فتاوی رضویہ میں ذکر کردہ سوال میں جس مدرسہ کا ذکر ہے اس مدرسہ میں سنت ادا کرنے کے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکتؒ نے دو ۲ جواب عنایت فرائے ہیں،تحقیقی اور ادعائی۔

تحقیقی جواب میں مدرسہ کو مسجد سے خارج تسلیم کر کے ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ مبارک پر قیاس کیا اور حجرہ مبارک کو مسجد سے متصل لیکن خارج تسلیم کیا۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں ''زید کے دونوں جواب باطل اور بے معنی ہیں۔مسجد سے بے نماز پڑھے باہر جانا دو ۲ شرط سے ممنوع ہے۔ایک یہ کہ وہ خروج بے حاجت ہو ورنہ بلا شبہ جائز ہے (تا) دوسرا یہ کہ شروع جماعت تک کا واپسی کا ارادہ نہ ہو (تا) یہاں دونوں شرطوں سے ایک بھی متحقق نہیں۔سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کی حاجت شرعی ہونا بھی ظاہر اور قصد رجوع بھی بدیہی،تو عدم جواز وحصول گناہ کا حکم صریح باطل قطعی ہے (تا) بعینہ یہی صورت سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق اعظمؓ سے ثابت ہے کہ ایک روز ایسے وقت تشریف لائے کہ جماعت فجر ہو چکی تھی انہوں نے ابھی سنتیں نہیں پڑھیں تھیں،ان کی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کا حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا جس کا دروازہ عین مسجد میں تھا وہاں چلے گئے اور سنتیں حجرہ میں پڑھ کر پھر مسجد میں آکر شامل جماعت ہوئے''۔

مذکورہ عبارت میں ''حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا'' اور ''پھر مسجد آکر شامل جماعت ہوئے''۔اور ''سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کی حاجت ہونا بھی ظاہر اور قصد رجوع بھی بدیہی'' کے الفاظ قابل غور ہیں۔ان الفاظ کا صریح مفہوم یہ ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک ام المؤمنینؓ

کا حجرہ مبارک مسجد سے خارج تھا اور حضرت عبد اللہؓ کا سنتوں کے ادا کرنے کیلئے حجرہ میں جانا جماعت میں واپس آکر شریک ہونے کی غرض سے تھا، اس لئے حضرت عبد اللہؓ کا مسجد سے خروج ممنوع نہیں تھا۔ اسی طرح ذکر کردہ مدرسہ میں سنت ادا کرنے کی نیت سے مسجد سے خروج ممنوع نہیں ہوگا۔ آپ کا یہ جواب تحقیقی ہے، جس سے معلوم ہوا آپ ذکر کردہ مدرسہ کو مسجد سے خارج تسلیم کرتے ہیں اور آذان کے بعد سنتوں کیلئے مدرسہ کی طرف خروج ممنوع نہیں سمجھتے۔ دوسرا جواب ادعائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ''بلکہ جب وہ مدارس متعلق مسجد حدود مسجد کے اندر ہیں (تا) ان میں جانا مسجد سے باہر جانا نہیں یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز وہ گویا مسجد ہی کا قطعہ ہے۔ هـذا ما قال الامام الطحاویؒ الخ۔

اس جواب میں اعلیٰ حضرتؒ کے الفاظ ''حدود مسجد کے اندر ہیں'' اور ان میں جانا مسجد سے باہر جانا نہیں۔ یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز وہ گویا مسجد کا قطعہ ہے'' یہ ادعائی جواب ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا ''وہ گویا مسجد کا قطعہ ہے''۔ ''گویا'' سے آپ نے ادعائی کی طرف اشارہ فرمایا اور سوال میں ذکر کردہ مدرسہ کو مسجد کے منارہ کی طرح سخت اتصال کی وجہ سے مسجد کا قطعہ فرمایا، لیکن اسی سوال میں سائل نے یہ بھی لکھا تھا کہ ''پانی لینے کا کنواں اور سقاوے اور پاکی حاصل کرنا کا غسل خانہ یہ سب احاطہ مسجد کے اندر ہیں مگر یہ مسجد کی فصیلوں سے باہر ہیں''۔ اعلیٰ حضرتؒ نے کنویں اور سقاوے اور غسل خانہ میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا ذکر نہیں فرمایا، حالانکہ مدرسہ کی طرح کنواں اور سقاوے اور غسل خانہ بھی مسجد کے احاطہ اور فناء مسجد میں چار دیواری کے اندر تھے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کنویں اور سقاوے اور غسل خانے میں بھی بلاضرورت معتکف کا جانا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی فناء مسجد میں ہیں معلوم ہوا اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ ان میں اور مدرسہ میں فرق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک جس مدرسہ کا سوال ہوا تھا اس مدرسہ کا مسجد کیساتھ متصل ہونا منارہ کی طرح تھا، حتیٰ کہ مدرسہ میں لوگ نماز بھی ادا کرتے تھے اس لئے آپ نے وہاں جانا اعتکاف کے منافی نہیں سمجھا لیکن کنواں اور سقاوے اور غسل خانہ مسجد کیساتھ متصل نہ تھے اس لئے ان میں معتکف کے بلاضرورت جانے کو جائز نہیں فرمایا اگرچہ وہ بھی فناء مسجد میں تھے اور مسجد کی چار دیواری کے اندر تھے لیکن اس فتوی سے بعض علماء نے یہ سمجھا کہ اعلی حضرتؒ کے نزدیک معتکف کو مسجد کی خارجی دیوار

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

کے اندر کے احاطہ میں مکانوں، دوکانوں، غسل خانوں اور استنجاء خانون میں بلاضرورت جانا ناجائز ہے۔ انہوں نے مسجد کی بیرونی چار دیواری (boundry) کے اندر غسل خانے اور استنجاء خانے اور آئمہ اور مؤذنین کے کمرے اور انتظامیہ کے دفاتر جو بھی مسجد کے احاطہ کے اندر ہوں سب میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا کا فتوی جاری کردیا حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اگر فجر کی سنتوں کے ادا کرنے کے سلسلے میں حضرت امام ابوجعفر طحاویؒ سیدہ حفصہؓ کے حجرہ میں حضرت عبد اللہؓ کی سنتیں ادا کرنے سے مسجد سے خارج سنت ادا کرنے پر استدلال کرتے تو احناف کے حق میں زیادہ مفید تھا اور اعلیٰ حضرتؒ مدرسہ کو مسجد سے خارج سمجھ کر مدرسہ میں سنت ادا کرنے کو مسجد سے خارج سنت ادا کرنے کے جواب پر اکتفاء کرتے تو احناف کیلئے زیادہ بہتر تھا کیونکہ احناف کے نزدیک اگر مسجد سے خارج سنت ادا کرنے کیلئے جگہ نہ ہو تو مسجد میں سنت ادا کرنے کا حکم ہے۔ اور باہر جگہ کے باوجود مسجد میں سنت ادا کرنے میں شدید کراہت ہے۔ اگر حجرہ مبارکہ اور مدرسہ کو مسجد کا جزو نہ سمجھا جائے تو شدید کراہت کا اعتراض نہیں ہوگا۔

آپ فقہاء کرام کے ارشادات پڑھ چکے ہیں۔ نیز میرے خیال میں آپ نے مدرسہ کو ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ پر قیاس صرف سنت ادا کرنے کے حوالہ سے کیا کیونکہ سوال سنتوں کے متعلق تھا اعتکاف کا ضمناً ذکر کردیا۔ اعتکاف کے حوالہ سے نہیں کیا یہ کہ آپ کے نزدیک حجرہ مبارکہ میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا تھا۔ یعنی تمثیل صرف سنت ادا کرنے کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ آپ پر اعتراض وارد ہوگا کہ جب ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ مبارکہ میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا تھا تو پھر ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کے حجرہ میں جانے سے اعتکاف کیوں فاسد ہوتا تھا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بلاضرورت حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں کیوں تشریف نہیں لے جاتے تھے حتی کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ حجرہ کے اندر بیٹھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں کنگھا کیا کرتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے قدم مبارک نہیں نکالتے تھے بلکہ مسجد سے حضرت عائشہؓ کی طرف سر مبارک قریب کرلیتے تھے اور ام المؤمنینؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھا کرتی تھیں۔

1- آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں فرماتے؟۔

2- اگر حجرہ میں بلاضرورت جانا جائز ہوتا تو آپ یہ تکلف کیوں فرماتے؟۔

3- دونوں حجروں میں فرق کی کیا وجہ ہے؟۔جبکہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا حجرہ مبارکہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے حجرہ مبارکہ سے مسجد کے زیادہ قریب تھا اور آپ ﷺ کے حجرہ کا دروازہ مسجد کے عین وسط میں تھا؟۔

لہذا اعلیٰ حضرتؒ کی جانب سے اس فرق کو بیان کرنا ہوگا .... ورنہ یہ کہنا ہوگا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے صرف سوال میں ذکر کردہ مدرسہ کے متعلق فرمایا کہ اس میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔الغرض اگر اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ مبارک میں جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو پھر سائل کیلئے مناسب تھا کہ دونوں حجروں میں فرق کا سوال کرتا تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہوتا۔انہوں نے تو شاید سوال نہیں کیا تھا لیکن ہم ان اہل علم سے جو فناء مسجد میں بلاضرورت جانے کو اعتکاف کیلئے اعلیٰ حضرتؒ کے مذکورہ فتوی کی وجہ سے مفسد نہیں مانتے سے استفسار کرتے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک ام المؤمنین سیدہ حضرت حفصہؓ کا حجرہ مسجد کا حصہ ہو اور اس میں جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہو اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا حجرہ مسجد سے خارج ہو اور اس میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو؟۔بینوا فتوجروا

☆ اب ہم دیگر شبہات ذکر کرکے ان کا جواب ذکر کرتے ہیں:۔

اگر سوال کیا جائے کہ زید کہتا ہے معتکف بلا حاجت شرعیہ طبعیہ فناء مسجد جا سکتا ہے اور اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور بکر کہتا ہے کہ معتکف بلا حاجت شرعیہ طبعیہ فناء مسجد نہیں جا سکتا ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔زید اپنے قول کی صحت پر ایک دلیل مسجد کی دیوار اور مسجد کے منارہ پر جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے سے بیان کرتا ہے۔اس نزاع میں زید کا قول صحیح یا بکر کا؟۔

اس کا جواب مذکورہ تفصیلی بیان کی روشنی میں یہ ہے کہ زید کا قول صحیح نہیں ہے، بکر صحیح کہتا ہے۔کیونکہ زید کے دلائل میں بلا حاجت فناء مسجد میں جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کی دلیل اصل مسجد کی دیوار اور مسجد کے منارہ پر جانے سے اعتکاف کا فاسد نہ ہونا ہے۔اگر فناء مسجد صرف اصل مسجد کی دیوار اور مسجد کا منارہ ہوتا اور فناء مسجد ان دیواروں اور منارہ میں منحصر ہوتی تو زید کا استدلال صحیح تھا، کیونکہ فقہاء نے صرف اصل مسجد کی دیوار اور منارہ پر جانے سے اعتکاف کے عدم فساد کا قول ذکر کیا ہے۔فقہاء کی عبارتوں میں دیوار اور منارہ سے خارج دو فٹ آگے جانے کا ذکر بھی نہیں۔چہ جائیکہ ہزاروں گز فناء مسجد میں گھومنے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔بلکہ علامہ شامی نے منارہ پر مسجد سے

خارج مینار کے دروازہ سے بلاضرورت آذان کے لئے چڑھنے سے اعتکاف کے فاسد ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔جس طرح ہمارے بیان میں گزر چکا ہے،لہذا زید کا استدلال باطل ہے۔

☆ اور زید کے نزدیک اصلی مسجد کی دیوار سے خارج مسجد کی خارجی دیوار تک غسل خانوں اور استنجاء خانوں اور امام اور مؤذن کے کمروں اور اسٹاف کے دفاتر میں بلاضرورت جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔کیونکہ خارجی دیوار کے اندر ذکر کردہ سب اشیاء فناء مسجد ہیں،اور فناء مسجد کے احاطہ اگر چہ ایک کلومیٹر بھی ہو اس میں بلاضرورت گھنٹوں بلکہ پورا دن گزرنے سے زید کے نزدیک اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔چنانچہ زید اپنے مخالف بکر کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے۔'' بکر کے یہ الفاظ (خود مسجد میں بند ہو) سے مراد اگر وہ دیوار ہے جو اصل مسجد کی دیوار کے علاوہ دیوار ہے جو وضو خانہ اور غسل خانہ پر مشتمل ہوتی ہے،تب تو کوئی اختلاف ہی نہیں رہا کہ اس چار دیواری (boundry) کے اندر کا علاقہ ہی فناء مسجد کہلاتا ہے۔اسی طرح چار دیواری سے اصل مسجد اور مصالح مسجد کی حد بندی کی جاتی ہے''۔(بعینہ فتوی)

☆ زید کی عبارت سے معلوم ہوا خارجی دیوار کے اندر وضوخانے اور غسل خانے اور امام اور مؤذن کیلئے فیملی مکانات اور مسجد کیلئے متعین ملازمین کے دفاتر وغیرہ میں معتکف کے بلاضرورت جانے اور رہنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔زید کے نزدیک اگر امام اور مؤذن حالت اعتکاف میں رات بھر اپنے گھر میں رہیں اور معتکفین غسل خانوں میں روزانہ دس مرتبہ ٹھنڈک اور صفائی کا غسل کریں تب بھی اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ چار دیواری کے اندر کا احاطہ فناء مسجد ہے اور فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔اگر زید کا یہ قول صحیح ہے تو پھر انا للہ و انا الیہ راجعون۔

☆ اکثر مساجد میں آئمہ اور مؤذنین کے فیملی مکان مسجد کی خارجی دیوار کے اندر ہوتے ہیں۔میں مبارک مسجد سی،ویو (sea view) ڈیفینس میں پنجوقتہ نماز پڑھتا ہوں اور رحمانیہ مسجد طارق روڈ جمعہ پڑھاتا ہوں ان دونوں مساجد میں اماموں اور مؤذنوں کے فیملی مکان مسجد کی چار دیواری کے اندر ہیں بلکہ گزری کی مبارک مسجد اور اور فیز ۸ کی مسجد سکینہ میں امام اور مؤذن اور خادم کا مکان اور مدرسہ سب مسجد کی چار دیواری کے اندر ہیں ان مساجد کے آئمہ اور مؤذنین مکمل رمضان المبارک اعتکاف بیٹھیں اور گھر بھی جاتے رہیں،زید کے نزدیک ان کا اعتکاف فاسد نہ ہوتو ایسے

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

آئمہ کیلئے دوگنا فائدہ، گھر بھی نہ چھوٹے اور اعتکافِ رمضان کا ثواب بھی مل جائے۔ زید پر تعجب ہے کہ وہ کس لحاظ سے فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف کو فاسد نہیں مانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اعتکاف کی حالت میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ ؓ کے کمرہ میں حاجت انسانی کے بغیر جائیں تو اعتکاف نہ رہے، لیکن زید کے قول پر آئمہ اپنے گھروں میں سوئیں تو اعتکاف باقی رہے نہایت عجیب ہے۔

اگر زید کا قول صحیح ہے تو فقہاء عظام نے معتکف کیلئے مسجد میں کھانے پینے کے جواز کے ذکر کا تکلف کیوں فرمایا اور صرف جنابت کے غسل کیلئے معتکف کیلئے مسجد سے خروج کو جائز کیوں فرمایا۔ جب معتکف کا اعتکاف فناء مسجد میں جانے سے فاسد نہیں ہوتا تو فقہاء کرام کو لکھنا چاہئے تھا کہ معتکف غیر معتکف کی طرح فناء مسجد میں کھائے اور پیئے۔ مسجد میں کھانے پینے کا جواز تو اعتکاف کی وجہ سے تھا، جب فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا تو جواز کیوں؟۔ حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں ایسا نہیں ہے۔

☆ بعض مساجد کی خارجی دیوار کے اندر جنازہ گاہیں بنائی گئی ہیں جیسے ڈیفینس کی طوبی مسجد وغیرہ۔ فقہاء کرام کو چاہئے تھا کہ مسجد سے خارج نماز جنازہ میں شرکت کو مطلقاً اعتکاف کا مفسد نہ لکھتے۔ حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے کہ اگر جنازہ گاہ اصل مسجد سے خارج ہو، بیرونی چار دیواری کے اندر ہو تو معتکف کو نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہئے۔

حقیقت میں زید کو غلط فہمی ہوئی اس نے مسجد کی منڈیر اور فصیل اور دیوار اور فناء مسجد میں مساوات سمجھ کر فناء مسجد کو اعتکاف کے حکم میں اصل مسجد کی دیوار اور مینار پر قیاس کرلیا۔ حالانکہ دیوار یا مینار اور فناء میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے ہر مسجد کی دیوار کو بعض احکام میں فناء کہا جاسکتا ہے لیکن ہر فناء مسجد کو دیوار اور مینار پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کتب فقہ میں کہا گیا ہے کہ:

فناء المسجد له حكم المسجد حتى لو اقتدای بالامام منه يصح اقتدائه الخ۔

ترجمہ: مسجد کی فناء کا حکم مسجد والا ہے حتی کہ اگر فناء مسجد سے کوئی امام کی اقتداء کرے اس کی اقتداء صحیح ہے، اگر چہ صفیں متصل نہ ہوں اور مسجد نمازیوں

سے بھری ہوئی نہ ہو اور مناسب ہے فناء مسجد اسی حکم (اقتداء) کیساتھ مختص ہو، نہ یہ کہ فناء میں جنبی کا اور اس کی مثل کا گزر حرام ہو جس طرح مسجد میں حرام ہوتا ہے۔ (فتوی بحوالہ حلبہ)

اس عبارت میں تو الٹا زید کے قول کا رد ہے کہ صرف اقتداء کے حکم میں فناء مسجد، مسجد کے حکم میں ہے۔ دیگر احکام میں فناء مسجد کا حکم مسجد والا نہیں حتی کہ جنبی کا فناء مسجد جانا جائز ہے۔ اس عبارت اور اس جیسی عبارتوں کی توضیح اور تفصیل گزر چکی ہے ان جیسی عبارتوں سے زید کا استدلال باطل ہے۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل مسجد کا مینار ہے، کہ مینار پر چڑھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا لہذا فناء مسجد میں جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ زید کا یہ استدلال بھی باطل ہے اور اس کا تفصیلی جواب گزر چکا ہے۔

مینار کے اندرونی دروازہ سے مینار پر چڑھنے سے اعتکاف اس لئے فاسد نہیں ہوتا کیونکہ مینار مسجد کے حصہ اور جزو کی طرح ہے۔

علامہ شامی نے فرمایا:

اگر معتکف آذان دینے کی غرض کے علاوہ مینار کے خارجی دروازے سے مینار پر چڑھا تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ معلوم ہوا مینار پر فناء کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل بہار شریعت کی ایک عبارت بھی ہے کہ "آذان کہنے کیلئے منارہ پر جانا جبکہ منارہ پر جانے کیلئے باہر ہی سے راستہ ہو (تا) حاجت شرعی کے تحت مؤذن کو اجازت ہوگی"۔ (بہار شریعت)

بہار شریعت کی عبارت سے بھی زید کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ بہار شریعت کی عبارت علامہ شامی کی عبارت کا ترجمہ ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے یہ کہ خارجی دروازہ سے آذان کی غرض سے مینار پر جانے کی معتکف کو اجازت ہے کیونکہ آذان حاجت شرعی ہے اور یہ بھی جبکہ مینار پر چڑھنے کا اندرونی دروازہ نہیں ہے۔ لہذا بلا حاجت شرعی معتکف اگر مینار کے خارجی دروازہ سے مینار پر چڑھے گا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ اور اگر اندرونی دروازہ موجود اور مفتوح ہو تو بھی باہر کے دروازہ سے آذان کی غرض سے چڑھنے پر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ لہذا اس عبارت میں تو زید کے

قول کا بطلان ہے۔ کیونکہ زید کہتا ہے مینار سے خارج چار دیواری تک فناء مسجد میں بلاضرورت خروج سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل فتاوی رضویہ میں ایک مدرسہ کے متعلق سوال کا جواب ہے۔ ہم اس سوال اور جواب اور اس کی توضیح ذکر کر چکے ہیں زید کیلئے اس عبارت سے استدلال کرنے کی کوئی سبیل نہیں تفصیل گزر چکی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت

قادیانی عقائد کی مکمل جھلک آسان زبان میں اس کتاب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ یہ کتاب اتنی آسان اور سادہ زبان میں لکھی گئی ہے کہ عام قاری بھی حقائق تک بآسانی پہنچ سکتا ہے۔ قادیانیوں کی تکفیر ان کے اپنے ہی قائم کردہ اعتقادات اور نظریات کی روشنی میں۔ اس کتاب میں ان کے ایسے نظریات بڑے واضح الفاظ میں انہی کی کتابوں سے لے کر درج کئے گئے ہیں۔ فتنہ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے نہایت مفید اور آسان کتاب۔

تحریر: مصباح الدین صاحب قیمت ۲۰۰ روپے صفحات ۲۷۲

ملنے کا پتہ مکتبہ فیض القرآن { قاسم سنٹر اردو بازار کراچی } فون 2217776

عمدہ لکھائی .... بہترین چھپائی
مسودہ دیجئے .... کتاب لیجئے
جمیل برادرز
ناظم آباد نمبر 2 کراچی